JANUARY 2001

ماہنامہ

کرن

اس شمارے کے ساتھ کرن کتاب

مُفت

دُوسروں کو جانیے
خود کو پہچانیے

سالِ نو مبارک

digest novels lovers group ❤️❤️

"آخر تم تایا تائی کو بتا کیوں نہیں دیتے کہ تمہیں مہرین پسند ہے؟" حماد نے جھلا کر اسے دیکھا جو بڑی بے نیازی سے بیڈ پر اوندھا لیٹا دونوں پیر ہلا رہا تھا۔

"صرف پسند نہیں ہے' وہ میری محبت ہے۔" بڑا اطمینان بخش جواب آیا تھا۔

"تو پھر تمہیں بتانے میں کیا مصیبت ہے اپنے والدین کو کہ انہیں کہیں اور دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لڑکی گھر میں موجود ہے۔" اب کے حماد نے اسے بری طرح گھورا تھا۔

"کوئی مصیبت نہیں ہے۔ بتا دوں گا۔"

"کب جب اس کی کسی اور کے ساتھ شادی ہو جائے گی؟"

"اس کی کسی اور کے ساتھ شادی نہیں ہوگی۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو اتنے یقین سے۔"

"اس لیے کہ وہ مجھے پسند کرتی ہے۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ حماد حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"تو آخر تمہیں انتظار کس بات کا ہے؟" حماد نے پوچھا۔

"اس کے اظہار کا۔" اس نے کہا۔

"کیا مطلب؟" حماد نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ جب تک میں خود اس کے منہ سے نہ سن لوں کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے تب تک میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کروں گا۔"

"لیکن جاذب۔ اس کی ضرورت کیا ہے جبکہ تم جانتے بھی ہو کہ وہ بھی تمہیں پسند کرتی ہے۔"

"یہی ضرورت ہے حماد۔ یہی تو سب سے بڑی ضرورت ہے۔" وہ زور دیتے ہوئے بولا تو حماد اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"اس کا فائدہ؟"

"یہ تم نہیں سمجھو گے۔" کہتا ہوا آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا تو چند لمحوں بعد حماد نے اس سے کہا۔

"اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو؟"

"تو وہ اپنا نقصان کرے گی۔" جاذب نے لمحے بھر کے لیے ہاتھ روک کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تو حماد تپ گیا۔

"اور تم؟ تمہارا نقصان نہیں ہوگا کیا۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ وہ اس خاندان کی سب سے بہترین لڑکی ہے۔ ہزاروں لوگ اس کے خواہاں ہیں اور تم؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ تمہیں پسند کرتی ہے اظہار چاہتے ہو؟" حماد کو غصہ ہی تو آگیا۔ جبکہ جاذب کے اطمینان میں ابھی بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو حماد! وہ اس خاندان کی سب سے بہترین لڑکی ہے۔ ہزاروں لوگ اس کے خواہاں ہیں۔ لیکن وہ ان ہزاروں لوگوں کی خواہاں نہیں ہے وہ صرف میری خواہاں ہے اور رہی نقصان کی بات تو ٹھیک ہے اگر اس نے زبان سے اقرار نہ کیا تو میرا بھی نقصان ہو گا۔ لیکن اس کا زیادہ ہو گا۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ محبت مرد کی زندگی کا ایک حصہ ہوتی ہے اور عورت کی پوری زندگی محبت ہوتی ہے۔ وہ ایک بار کسی کو دل میں

بسالے تو کسی دوسرے کے لیے مشکل سے راضی ہوتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ میرے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور تم دیکھ لینا وہ زبان سے اقرار ضرور کرے گی۔" وہ پر یقین لہجے میں کہتا ہوا اس کے سامنے آبیٹھا۔

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ حالانکہ اس نے کبھی زبان سے قرار نہیں کیا۔" حماد نے کہا۔

"ایسی باتیں بتانے کی نہیں ہوتیں حماد! یہ تو خود بخود عیاں ہوتی ہیں۔ بس سمجھ لو کہ میں نے بھی اسی طرح جانا ہے۔" اس کی آنکھوں میں اس لمحے بہت خوب صورت تصور لہرایا تھا۔ جو حماد کے خاک پلے نہ پڑا۔ ایک طرف تو وہ زبان سے اظہار چاہتا تھا۔ دوسری طرف خود ہی کہہ رہا تھا کہ یہ باتیں تو خود بخود عیاں ہو جاتی ہیں۔ بتانے کی نہیں ہوتیں۔

"جب تم پر سب کچھ عیاں ہے تو تم کیوں چاہتے ہو کہ وہ زبان سے اظہار کرے۔" اب کے حماد ضبط کی

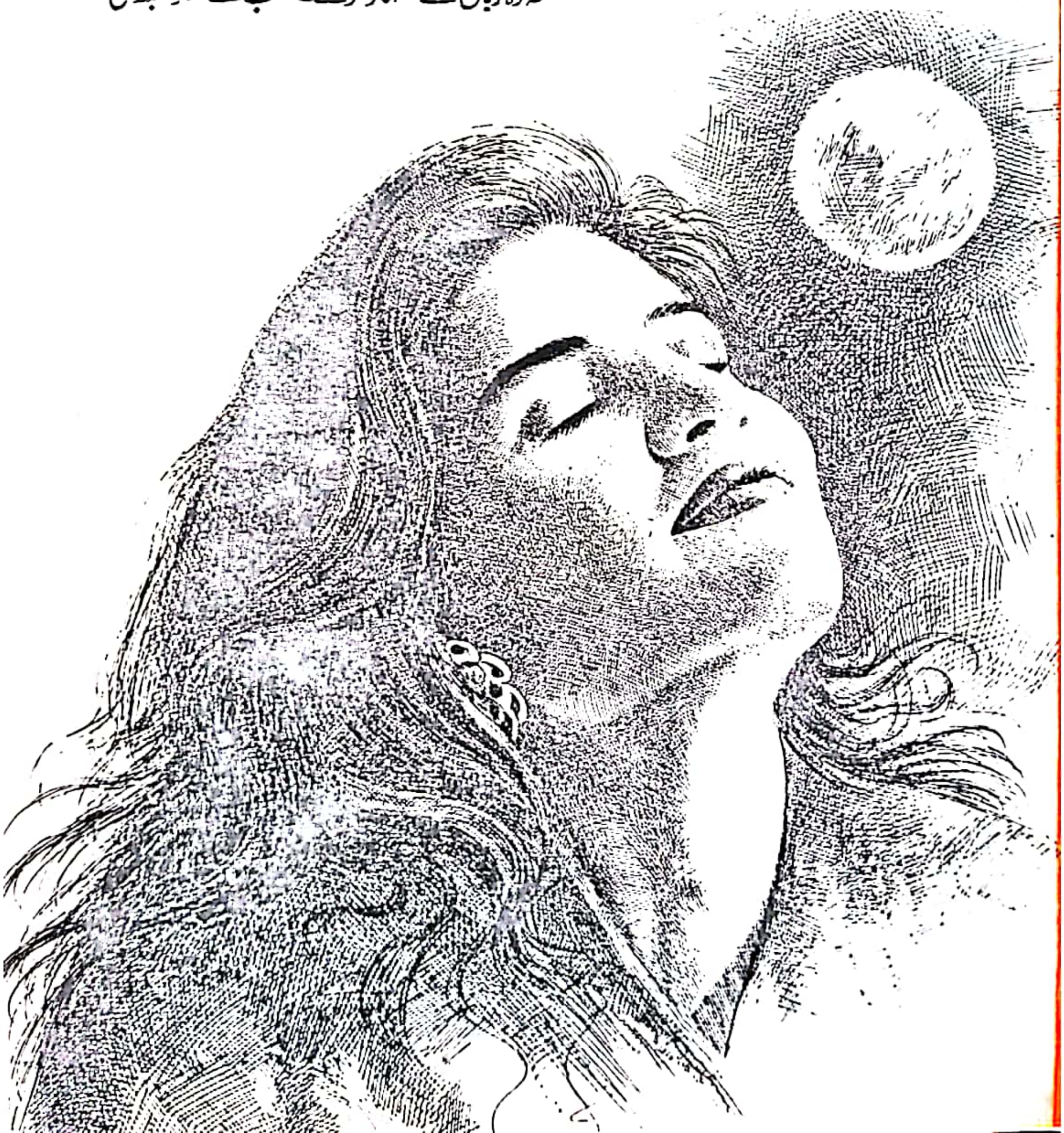

آخری حدوں سے گزرتا ہوا اس سے پوچھ رہا تھا۔
"بس تم سمجھ لو کہ یہ میری ضد ہے۔" جاذب نے کہا۔
"یہ کیسی ضد ہے جاذب کہ تم سب جانتے بوجھتے ایک معصوم لڑکی کو انگاروں پر لوٹنے پر مجبور کر رہے ہو۔ جہاں تک میں اسے جانتا ہوں وہ کبھی بھی اپنی زبان سے اظہار نہیں کرے گی۔ وہ بہت انا پرست اور خوددار لڑکی ہے جاذب۔ وہ مرجائے گی لیکن اس قسم کا کوئی اظہار اپنی زبان سے ہرگز نہیں کرے گی۔ تم یہ بات یاد رکھنا۔"
"چلو دیکھتے ہیں۔" حماد کے سخت لہجے کا بھی اس پر ذرا برابر اثر نہ ہوا اور وہ بڑے آرام سے کہتا ہوا کمپیوٹر آن کر کے بیٹھ گیا تو حماد تاسف سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔
اس کی کوئی بہن نہیں تھی لیکن مہرین اسے بہنوں سے بڑھ کر عزیز تھی۔ بلکہ اس کی تو جان تھی اس میں اور جاذب کے منہ سے ایسی باتیں سن کر اسے سخت قسم کے افسوس نے اپنے گھیرے میں لے لیا کہ وہ دونوں کو ہی بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ نہ جاذب اپنی ضد چھوڑنے والوں میں سے تھا اور نہ مہرین جھکنے والوں میں سے تھی۔
"اف خدایا۔ اب کیا ہوگا۔" سوچتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"تو تم چاہتے ہو جاذب صدیقی کہ میں اپنی زبان سے تم سے کہوں کہ میں تمہیں..... ورنہ میں خود اپنا نقصان کروں گی۔"
کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر کے اس سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔
تائی نے اسے حماد کو بلانے کے لیے کہا تھا اور حماد کے کمرے میں جانے کے لیے وہ جاذب کے کمرے کے آگے سے گزرنے ہی لگی تھی کہ حماد کی آواز پر چونک کر رک گئی کہ وہ جاذب کے کمرے میں ہی تھا اور ابھی وہ اندر جانے ہی والی تھی کہ اپنا نام سن کر ٹھٹھک کر رک گئی۔
اور جو باتیں اس نے سنیں اس نے اسے سر سے پیر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ باتیں اس شخص نے کی ہیں جسے وہ اپنا سب سے بہترین دوست سمجھتی تھی۔ جس سے کوئی بھی کسی بھی قسم کی کوئی بات کرتے ہوئے اسے ذرا جھجک محسوس نہیں ہوتی تھی اور وہ، وہ تو اس کی ہر بات کو بنا کہے ہی سمجھ جایا کرتا تھا۔ پھر، پھر اس نے اتنی بڑی شرط کیسے رکھ دی کہ میں.....
اس کی آنکھوں سے بے اختیار ہی بے تحاشا پانی بہنا شروع ہو گیا تھا۔
بہت آہستگی سے چلتی ہوئی وہ بیڈ تک آئی اور بیڈ کے پاس کارپٹ پر بیٹھتے ہوئے اسے نجانے کیوں بے تحاشا تھکن محسوس ہونے لگی تھی۔
"یہ ٹھیک ہے جاذب کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ میں نے صرف تمہارے بارے میں سوچا ہے تمہاری خواہش کی ہے لیکن میری انا اور میری خودداری مجھے اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دے گی کہ میں اپنی زبان سے کہوں کہ میں تمہیں چاہتی ہوں۔
تم یہی چاہتے ہو ناں کہ میں خود اپنی زبان سے اقرار کر کے خود کو تمہاری نظروں میں گرا لوں کہ پھر بعد میں تم مجھے عمر بھر طعنہ دیتے رہو کہ میں نے تمہیں پسند کیا تھا۔ نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔
تم انتظار ہی کرتے رہ جاؤ گے اس بات کا تم دیکھنا جاذب صدیقی۔ اگر تمہاری یہ ضد ہے تو پھر میری بھی یہی ضد ہے۔
"مجھے اپنا نقصان منظور ہے لیکن اپنی انا اور خودداری کا خون میں کبھی نہیں کروں گی جاذب کبھی نہیں۔"
دونوں گھٹنوں میں منہ چھپاتے ہوئے وہ بری طرح رونے لگی کہ جاذب اس کی زندگی کی پہلی اور آخری خواہش تھا اور اس خواہش کا اس نے آج اپنے ہاتھوں گلا گھونٹ دیا تھا۔

♡ ♡ ♡

"دیکھو اسماء! مہرین اب تک نیچے نہیں آئی۔ پھر دیر ہو جائے گی تو چیخے گی۔" ناشتے کی ٹیبل پر چیزیں لگاتے ہوئے امی نے اپنی فائل درست کرتی اسماء سے کہا تو وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

"امی رات اس کے سر میں بہت درد تھا۔ بہت دیر سے سوئی تھی وہ اس لیے آپ رہنے دیں آج۔ میں نے خود نہیں جگایا اسے۔"

"ہیں تم نے مجھے رات کو ہی کیوں نہیں بتایا۔" انہوں نے حیرانی سے کہا تو وہ بولی۔

"امی۔ مجھے تو خود ایک بجے پتہ چلا جب میں اپنی فائل لینے اس کے کمرے میں گئی تو گھٹنوں میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا تو کہنے لگی کہ سر میں بہت درد ہے۔ پھر میں نے گولی وغیرہ دے کر اسے لٹایا اور بہت دیر تک اس کا سر دباتی رہی تھی تب کہیں جا کر وہ سوئی تھی۔"

فائل میں پیپرز لگا کر پوری تفصیل بتا کر وہ ناشتے کی ٹیبل پر آئی تو امی پریشانی سے اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ جبکہ سیڑھیاں اترتا جاذب ایک لمحے کے لیے ٹھٹھک کر وہیں رک گیا تھا۔

"کیا ہوا مہرین کو؟" امی کے اوپر چلے جانے کے بعد ناشتے کی ٹیبل پر آتے ہوئے اس نے اسماء سے پوچھا۔ لہجہ میں حد درجہ تشویش تھی۔

"پتہ نہیں رات کو اچانک سر میں درد ہونے لگا تھا اس کے بہت رو رہی تھی اور بہت دیر سے سوئی تھی۔ اس لیے میں نے نہیں جگایا اسے۔"

"اچانک کیسے ہو گیا سر میں درد۔ شام تک تو وہ ٹھیک تھی جب اس نے مجھ سے میتھس سمجھا تھا۔"

"میتھس پڑھ پڑھ کر ہی ہو گیا ہو گا۔ آخر کو وہ پڑھتی بھی تو اتنا ہے۔" سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ایزد نے گفتگو میں حصہ لیا اور کرسی کھینچ کر اسماء کے برابر بیٹھ گیا۔

"اف پتہ نہیں کیسے پڑھ لیتے ہیں یہ لوگ میتھس۔ مجھے تو دیکھ کر ہی خفقان ہوتا ہے۔ اتنا رف اور اتنا خشک سبجیکٹ۔ اچھا خاصا بندہ پاگل ہو جائے۔"

چائے کپ میں نکال کر دونوں کو دیتے ہوئے اسماء نے برا سا منہ بنا کر کہا تو ایزد نے بڑے بھرپور انداز میں اس کی تائید کی تھی جسے سنتے ہی جاذب کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

"ہاں بندر کیا جانے ادرک کا مزہ۔"

"خدا کا خوف کریں جاذی بھائی۔ آپ ایزد بھائی کو بندر کہہ رہے ہیں۔" اسماء نے فوراً" سے پیشتر حاضر جوابی سے کام لے کر اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے دیکھا تو جاذب بری طرح بوکھلا گیا کیونکہ ایزد اسے کڑی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"اوئے تم بڑی چالاک ہو۔ بات کو اس تیزی سے گھماتی ہو کہ لگتا ہی نہیں کہ مہرین تمہاری ہی بہن ہے۔"

"پھر کیا آپ کو اپنی بہن لگتی ہے وہ۔" کرسی چھوڑ کر اپنی فائل اور بیگ اٹھا کر اس نے تقریباً" باہر کی طرف بھاگتے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔ جس پر وہ بری طرح تلملا کر اس کی طرف بڑھا۔

"بس رہنے دو۔" ایزد نے بمشکل اپنی ہنسی دبا کر اسے پکڑا اور اسی وقت ٹیبل پر حاضری دیتے حماد اور سویرا مسکرانے لگے تھے۔

"کیا ہوا امی۔ وہ ٹھیک تو ہے۔" امی کو سیڑھیاں اترتا دیکھ کر ایزد ان کی طرف متوجہ ہو گیا تو وہ بولیں۔

"ابھی تو سو رہی ہے۔ لیکن پورا منہ سوج رہا ہے۔ مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہی۔ تم ناشتا کر لو تو اسے دیکھ کر جانا۔" وہ فکر مندی سے کہتی ہوئی اس کے قریب چلی آئیں تو وہ اثبات میں سر ہلاتا ہوا بولا۔

"آپ پریشان نہ ہوں امی میں دیکھ لیتا ہوں اسے۔"

"نہیں تم پہلے ناشتا کر لو۔ ابھی تو وہ سو رہی ہے۔" اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر انہوں نے اسے اٹھنے سے روک دیا تھا۔

"کیا ہو گیا اچانک اسے۔" جاذب الجھ گیا۔ "کل

شام تک تو۔"

"جاذی بیٹا۔ ناشتا کرو۔ کیا سوچ رہے ہو۔" امی کے ٹوکنے پر وہ چونکا اور پھر فوراً" ہی چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔

ناشتا کرنے کے بعد حماد اور جاذب آفس چلے گئے اور ایزد ہاسپٹل جانے سے پہلے مہرین کے کمرے میں آ گیا۔ وہ اب تک سو رہی تھی۔ البتہ چہرے پر ہلکی ہلکی سرخی اور سوجن موجود تھی۔ اس نے اس کی پیشانی چھو کر دیکھی اور مطمئن ہو کر ہاتھ ہٹا لیا اور واپس نیچے آ گیا۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی۔

"امی آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ ٹھیک ہے۔ ویسے میں ایک چکر لگا لوں گا دو ڈھائی بجے تک اسے دیکھ لوں گا ٹھیک ہے۔"

امی کو تسلی دے کر وہ اپنا بیگ اٹھا کا باہر نکل گیا تو وہ اس کی بات پر محض سر ہلا کر رہ گئیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں چاروں طرف پوری روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ سائیڈ ٹیبل سے گھڑی اٹھا کر ٹائم دیکھا تو چودہ طبق روشن ہو گئے دن کے بارہ بج رہے تھے۔ منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر وہ نیچے آئی تو لاؤنج میں امی کو بیٹھا دیکھ کر وہ سیڑھیوں سے ہی بولنا شروع ہو گئی۔

"امی آپ نے مجھے جگایا کیوں نہیں۔ مجھے یونیورسٹی جانا تھا۔"

"ارے مہرو بیٹا جاگ گئیں کیسی ہو اب۔"

اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے امی نے اس سے پوچھا تو وہ حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میں ٹھیک ہوں امی۔ مجھے کیا ہوا تھا۔"

اس کی حیرانی بجا تھی کہ رات والی بات کو وہ یکسر فراموش کر چکی تھی اور اس وقت تو ویسے بھی اسے یونیورسٹی کی فکر لگی ہوئی تھی۔

"اسماء بتا رہی تھی کہ رات کو تمہارے سر میں بہت درد تھا اور تم بہت رو رہی تھیں۔"

"اوہ۔ اچھا ہاں۔" اسے یاد آیا کہ رات کو اسماء جب اس کے کمرے میں اپنی فائل لینے آئی تو وہ بری طرح رو رہی تھی اب اسے کیا بتاتی کہ وہ کیوں رو رہی ہے سو اس سے اس نے یہی کہا تھا کہ اس کے سر میں درد ہے اور اس کے ساتھ ہی اسے رات حماد اور جاذب کے درمیان ہونے والی باتیں یاد آئیں تو اس کے چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ اسے لگا جیسے اس کی آنکھوں میں پانی بھر رہا ہے۔ تبھی اپنا چہرہ ان سے چھپانے کی خاطر اس نے ان کے کندھے سے سر ٹکا دیا اور بولی۔

"ہاں امی رات کو پتہ نہیں کیوں اتنا اچانک سر میں درد اٹھا تھا کہ مجھ سے برداشت ہی نہیں ہوا۔ وہ تو اگر اسماء گولی دے کر نہ سلاتی تو میں شاید ساری رات روتی ہی رہتی۔"

"تو تم ایزد کو دکھا دیتیں بیٹا بھائی سے کوئی دوا لے لیتیں۔" انہوں نے بے حد پیار سے اس کا سر سہلایا تو اس کے آنسو نکلنے کو بے تاب ہو گئے۔

"جسم پر لگے زخم تو دوا سے ٹھیک ہو سکتے ہیں لیکن روح پر لگے زخم تو....."

"اچھا یہ بتاؤ اب تو ٹھیک ہو۔ صبح ایزد بھی تمہیں دیکھ کر گیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ جب جاگے تو مجھے فون کر دیجئے گا میں آ کر چیک کر لوں گا۔"

"ہاں امی اب تو میں ٹھیک ہوں۔ آپ بھائی کو منع کر دیجئے گا کہ وہ مت آئیں" وہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی تو امی بھی اسی کے ساتھ کھڑی ہو گئیں۔

"ناشتا نکالوں تمہارے لیے۔"

"ہاں دیدیں۔" اور پھر انہی کے ساتھ چلتی ہوئی کچن میں ڈائننگ چیئر پر آ کر بیٹھ گئی۔

"امی آپ نے مجھے جگایا کیوں نہیں۔ مجھے یونیورسٹی جانا تھا۔" اسے پھر یاد آ گیا کہ اسے یونیورسٹی جانا تھا۔

"بتایا تو ہے مہرو کہ اسماء نے منع کیا تھا تمہیں جگانے کو کہ تمہاری طبیعت خراب ہے۔" چائے کا پانی چولھے پر رکھ کر انہوں نے مڑ کر اسے دیکھا تو وہ محض سر ہلا گئی پھر بولی۔

"میری آج میتھس کی دو کلاسز تھیں۔ اب میں کیسے پڑھوں گی۔" اس کی فکر مندی دیکھ کر امی مسکرا دیں۔ پھر بولیں۔

"میتھس کے لیے بھی تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت ہے جبکہ میتھس کا ماسٹر گھر میں موجود ہے۔"

"کون؟" وہ جانے کس خیال میں کھو گئی تھی کہ بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

"ارے بھی جاذی اور کون۔" امی نے مسکرا کر کہا۔

"جاذب۔" اس نے بہت آہستہ سے زیر لب دہرایا تھا۔

"جب تک میں خود اس کے منہ سے نہ سن لوں کہ وہ بھی محبت کرتی ہے تب تک میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کروں گا۔"

اس کے کانوں میں جاذب کے کہے ہوئے الفاظ گونجے تو اس نے اپنی دونوں مٹھیاں بھینچ لیں۔

"تمہاری حسرت ہی رہ جائے گی میرے منہ سے اقرار سننے کی۔ تم دیکھ لینا جاذب۔ دیکھ لینا۔"

"لو۔ بیٹا چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

امی کے پکارنے پر وہ جیسے بری طرح چونکی تھی اور پھر "جی امی" کہہ کر ناشتا کرنے لگی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"حماد! چاچو آئیں تو ان سے کہہ دینا کہ میں گھر جا رہا ہوں۔" حماد کے روم میں آ کر جاذب نے کہا تو وہ پین فائل پر رکھ کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیوں جا رہے ہو گھر۔"

"بس ویسے ہی اکتاہٹ سی ہو رہی ہے۔ بہت' کام بھی نہیں ہو رہا صحیح سے۔" اس کے سامنے چیئر پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا تو حماد نے گہری نظروں سے اسے دیکھا اور پھر اپنی چیئر چھوڑ کر اس کے برابر آ بیٹھا۔

"کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔" ساتھ ہی ساتھ اس کی پیشانی چھو کر دیکھی تو وہ اس کی فکر مندی پر مسکرا دیا اور اپنی پیشانی سے اس کا ہاتھ ہٹا کر اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔ بس ذرا سستی ہو رہی ہے اس لیے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم جاؤ میں کہہ دوں گا پاپا سے۔"

حماد بخوبی جانتا تھا کہ وہ کیوں بے چینی محسوس کر رہا ہے جبھی اس نے کچھ پوچھنے یا کریدنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

"او کے پھر میں چلوں۔" جاذب مسکراتا ہوا کھڑا ہوا تو ساتھ وہ بھی کھڑا ہو گیا۔

"او کے جی جائیے۔" جواباً اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو جاذب اسے ہاتھ ہلا کر باہر نکل گیا اور وہ ایک گہری سانس بھرتے ہوئے واپس اپنی چیئر پر آ بیٹھا۔

"نجانے کیا چاہتا ہے یہ بندہ۔ مشکلیں بھی خود ہی کھڑی کر رہا ہے اپنے لیے اور پھر پریشاں بھی خود ہی ہو رہا ہے۔"

اس کے جانے کے چند لمحوں بعد تک وہ اسی کے بارے میں سوچتا رہا اور پھر سر جھٹک کر کام میں لگ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

یہ تین گھرانوں پر مشتمل بہت چھوٹا اور بہت محبت بھرا خاندان تھا۔ زنیر صدیقی بڑے تھے اور ان کے دو ہی بچے تھے۔ جاذب اور سویرا پھر سمیر صدیقی تھے۔ ان کے تین بچے تھے ایزد' اسماء اور مہرین اور عمیر صدیقی سب بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور ان کا ایک ہی بیٹا تھا حماد۔

حماد نے ایم بی اے کیا ہوا تھا اور جاذب نے میتھس میں ماسٹرز دونوں اپنے والد اور تایا کے ساتھ اپنی ہی فیکٹری میں کام کرتے تھے۔ ایزد ڈاکٹر تھا۔ سویرا نے بی ایس سی کے بعد تعلیم کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ اسماء کا بی اے کا آخری سال تھا اور مہرین آنرز کے پہلے سال میں تھی۔

آپس کے تعلقات اور محبتوں کو مزید مستحکم اور

مضبوط کرنے کے لیے دادی جان نے اپنی زندگی میں ہی اسماء کو حماد سے سویرا کو ایزد سے منسوب کر دیا تھا۔ جس پر کسی کو بھی کسی بھی قسم کا کوئی اعتراض نہ تھا اور اعتراض ہوتا بھی کیسے۔ انہوں نے یہ فیصلے بچوں کی پسند کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی کیے تھے۔ کچھ دن اور زندہ رہتیں تو شاید مہرین کو بھی جاذب سے منسوب کر جاتیں لیکن زندگی نے ان سے وفا نہ کی اور ان چاروں کو ایک دوسرے سے منسوب کرنے کے چند دن بعد ہی دار فانی سے کوچ کر گئیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

حسب توقع وہ اپنے ذہن سے ہر سوچ اور ہر خیال کو جھٹک کر پوری طرح میتھس کی وہی ایکسر سائز کرنے میں مگن تھی جو کل اس نے جاذب سے سمجھی تھی، جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔

مہرین نے گہری سانس بھر کر دروازے کی طرف دیکھا۔ نہ اسے پوچھنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کون ہے اور نہ آنے والے کو بتانے کی۔

"آجاؤ۔" اس نے آہستہ سے کہہ کر پاس پڑا دوپٹہ اٹھا لیا۔

"کیا ہوا کیا چاچو نے نکال دیا آفس سے۔" اس کے اندر داخل ہونے پر وہ شرارت سے بولی تو وہ مسکرا دیا۔ پھر بولا۔

"چاچو نے نہیں نکالا میں خود آیا ہوں۔ سنا تھا کہ دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے۔" اس کے پیر سمیٹنے پر وہ بیڈ کے کنارے پر ٹک گیا تو وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"کیا طبیعت خراب ہے۔ صرف سر میں درد تھا اور لوگوں نے بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ خوامخواہ ہی میری چھٹی ہو گئی آج یونیورسٹی سے، پتہ ہے میرے دو پیریڈ تھے آج میتھس سے۔ پتہ نہیں سر نے کیا کیا پڑھا دیا ہو گا۔"

حسب عادت بلا جھجک ہمیشہ کی طرح اس نے اسے اپنی پریشانی بتائی تو وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتا ہنس پڑا۔ سرخ پرنٹڈ سوٹ میں جالی کا دوپٹہ کندھوں پر ڈالے پریشان پریشان سی وہ اور بھی زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔ اس نے بے اختیار اس پر سے اپنی نظریں ہٹا لیں۔ پھر چند لمحوں بعد بولا۔

"میتھس کے لیے پریشان ہو رہی ہو؟"

"نہیں میتھس کے لیے پریشان نہیں ہو رہی۔ اس اسائنمنٹ کے لیے پریشان ہو رہی ہوں جو کل میں نے تم سے سمجھا تھا اور آج مجھے سبمٹ کروانا تھا۔ بیس نمبر کا تھا۔ خواہ مخواہ ہی بیس نمبر کٹ گئے۔"

"تم بے فکر رہو۔ تمہارے پچاس نمبر کٹ جائیں تب بھی پوزیشن تمہاری ہی آئے گی۔" جاذب نے کہا۔

"اچھا۔" اس کے اتنے وثوق سے کہنے پر وہ ہنس پڑی۔ "یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ جبکہ ابھی پہلا سمسٹر بھی نہیں ہوا ہے میرا۔"

"میں ایسے کہہ سکتا ہوں کہ بعض باتیں انڈر اسٹوڈ ہوتی ہیں۔"

"یہ باتیں تمہارے لیے انڈر اسٹوڈ ہیں اور جو اصل بات ہے اس کے لیے تم۔" یکدم اس کے چہرے پر بے تحاشا اداسی چھا گئی تو اس نے سر نیچے کر لیا۔

"سنو اگر ابھی وقت ہے تو تم ابھی چلو۔ اگر صرف اسائنمنٹ سبمٹ کروانا ہے تو۔" جاذب کی پر خلوص آفر پر اس نے سر اٹھا کر پہلے اسے اور پھر سائیڈ پر رکھی ہوئی گھڑی کو دیکھا اور پھر مایوسی سے بولی۔

"نہیں کلاس کا وقت بارہ بجے تک تھا اور اب تو دو بج رہے ہیں۔"

"اچھا اب اس میں اتنا اداس ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ یونیورسٹی کے رولز اتنے اسٹرک نہیں ہوتے۔ تم سر سے کہہ دینا کہ تمہاری طبیعت خراب تھی۔ وہ تمہارا اسائنمنٹ لے لیں گے۔"

اس کی اتری ہوئی شکل دیکھ کر وہ اسے تسلی دینے والے انداز میں سمجھاتے ہوئے بولا تو وہ اسے دیکھ کر بس سر ہلا کر رہ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

ہزار کوششوں کے باوجود اسے وہ سوال سمجھ میں نہیں آ رہا تھا جو کل سر نے کروایا تھا اور وہ آج اپنی

دوست سے سمجھ کر بھی آئی تھی۔ پھر بھی پتہ نہیں کون سا پوائنٹ تھا جو ذہن سے نکل جانے کی وجہ سے صحیح نہیں آرہا تھا۔

لان میں بیٹھ کر وہ سوال حل کرتے ہوئے اسے تقریباً" ایک گھنٹہ ہو گیا تھا لیکن وہ سوال حل ہو کر نہیں دے رہا تھا۔ جاذب کے پاس وہ جانا نہیں چاہ رہی تھی کہ آج کل اس کی موجودگی میں ذہن میں بس اسی کی کہی ہوئی باتیں گونجنے لگتی تھیں جو اس نے حماد سے کی تھیں' سو اس کی خاک سمجھ میں آتا جو وہ کرواتا سو خود ہی لگی رہی۔

ادھر جاذب اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا بہت دیر سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جو کرنا چاہ رہی ہے وہ اس سے ہو نہیں پا رہا کیونکہ وہ بار بار سوال کو کاٹ رہی تھی۔

"پتہ نہیں کیا کر رہی ہے یہ۔" بہت دیر تک اسے دیکھتے رہنے کے بعد وہ خود ہی نیچے چلا آیا اور اسے اکیلے بیٹھے میتھس کرتا دیکھ کر اسے سخت حیرانی ہوئی کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ صرف پریکٹس کرتی تھی کوئی نئی ایکسرسائز نہیں کرتی تھی لیکن اس وقت تو وہ چیپٹر ہی نیا کھولے بیٹھی تھی۔ اس کی حیرانی بجا تھی اور وہ اس سوال کو حل کرنے کے چکر میں اس قدر مگن تھی کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب وہ اس کے سر پر آ کھڑا ہوا۔

چونکی اس وقت جب قلم ہاتھ سے چھوڑ کر اس نے کرسی کی بیک سے سر ٹکانا چاہا تھا۔ نظر اوپر گئی تو بے اختیار سیدھی ہو گئی۔ پھر بولی۔

"جاذی! تم کب آئے؟"

"بہت دیر ہو گئی۔" مختصر جواب تھا۔

"اچھا مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔" جھک کر گھاس پر گرا ہوا پین اٹھاتے ہوئے اس نے کہا جو ہوا سے پیپر پلٹنے کے باعث نیچے جا گرا تھا۔

"ہاں تمہیں کیسے پتہ چلتا۔ تم تو خاصی مگن تھیں۔" جاذب نے کہا۔

"ظاہری بات ہے میتھس کرنے کے لیے تو مگن ہونا ہی پڑتا ہے۔ ورنہ میتھس نہیں ہوتا۔" مہرین نے کہا۔

"ہوا کہ نہیں۔" کرسی کھینچ کر وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا تو وہ اپنی کتاب بند کرنے لگی۔

"ہوا تو نہیں۔ حالانکہ ہر طریقہ کر کے دیکھ لیا ہے میں نے۔" اس کی آواز میں واضح اکتاہٹ تھی۔ جسے محسوس کر کے وہ بولا۔

"لاؤ میں کروا دوں۔ کیا کرنا ہے۔" اور اس نے بغیر کچھ کہے کتاب اسے تھما دی۔

"ارے یہ تو بالکل نیا چیپٹر ہے۔ یہ تم خود کیسے کرنے بیٹھ گئیں۔" ایک دو صفحوں پر نظریں دوڑاتے ہوئے اس نے اسے دیکھا۔

"میں نے سوچا ٹرائی کرتی ہوں۔" مہرین نے جواب دیا۔

"میرے بغیر تو تم نے کبھی کوئی ایکسرسائز کرنے کی خود سے کوشش نہیں کی' پھر آج جاذب نے پوچھا۔

"ہر وقت کسی کے آسرے میں رہنا بھی تو اچھی بات نہیں ہوتی جاذب۔ انسان کو ہر کام اپنے بل بوتے پر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

"مہرین!" ناخنوں سے پین کھرچتے ہوئے گہرے سنجیدہ لہجے میں وہ بولی تو جاذب نے اسے پکار لیا۔

"ہوں۔" وہ چونکی۔

"کیا ہوا ہے۔ کوئی بات ہوئی ہے کیا۔" اس نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔ جہاں نہ جانے کیسا تاثر تھا کہ وہ سمجھ ہی نہیں پایا۔

"نہیں بات کیا ہو گی۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دی۔

"نہیں کچھ تو ہے جو تم یوں ..... " اس نے کہتے کہتے بات ادھوری چھوڑ دی۔ پھر بولا۔

"تم جانتی ہو میں تمہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔"

"ہاں جانتی ہوں۔" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔

"جبھی تو مجھ سے وہ کام چاہتے ہو جو میں چاہوں بھی تو ساری عمر نہ کر سکوں گی۔" اس نے دل میں سوچا۔

"پھر بھی تم سمجھتی ہو کہ تم مجھ سے کچھ چھپا سکتی

ہو؟" جاذب نے کہا۔

"انسان چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ قوت ارادی ہونی چاہیے۔" اس بار مہرین کا لہجہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ وہ الجھ کر رہ گیا۔

"کیا بات ہے کیا ہوا مہو۔ پلیز مجھ سے تو مت چھپاؤ۔"

اس بار اس کے لہجے میں التجا تھی۔ وہ بس اسے دیکھ کر رہ گئی۔ کیا ہے یہ شخص اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اس کے نازک اور معصوم جذبوں کو خود اپنے پیروں تلے روند چکا تھا اور پھر اب یہ بھی چاہ رہا تھا کہ وہ کوئی اثر نہ لے۔

"کوئی بات نہیں ہے جاذی۔ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔" وہ سر جھٹک کر بولی اور پھر اس کے ہاتھ سے کتاب لے کر اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

"کیا ہوا نہیں سمجھنا۔" اسے کتابیں بند کرتے دیکھ کر جاذب نے پوچھا۔

"نہیں ابھی تو میں نے خود اتنی دفعہ کیا ہے کہ دماغ خراب ہو گیا۔ ابھی سمجھنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ میں اتنا تھک گئی ہوں کہ اب مجھے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔" اپنی چیزیں اٹھا کر وہ کھڑی ہو گئی۔ ایک لمحے کے لیے رک کر اسے دیکھا اور پھر اندر کی طرف بڑھ گئی اور وہ الجھا الجھا سا اس کو جاتا دیکھتا رہا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"بس کرو مہو مت پڑھا کرو اتنا۔" اسماء اور سویرا بیک وقت اس کے کمرے میں داخل ہوئیں جو سمسٹر قریب ہونے کے باعث رات کا کھانا کھاتے ہی پڑھنے میں مگن ہو گئی تھی۔

"ایک تو تم لوگوں کو میری پڑھائی سے پتہ نہیں کیوں چڑ ہے۔"

"ہمیں تمہاری پڑھائی سے نہیں تمہارے اتنا زیادہ پڑھنے سے چڑ ہے۔ ہر وقت لگی رہتی ہو تمہارا دل نہیں گھبراتا پڑھنے سے۔" سویرا نے بھی اسماء کی تائید کی تو وہ مسکرا دی۔

"نہیں گھبراتا ظاہر سی بات ہے جبھی لگی رہتی ہوں ناں اور پھر میتھس کر کے بھی کسی کا دل گھبراتا ہے اتنا انٹرسٹنگ سبجیکٹ ہے اور مجھے تو....."

"خدا کے لیے مہو۔ ہمیں میتھس کی شان میں قصیدے نہیں سننے۔ جاذی بھائی کیا کم تھے کہ اب تم بھی۔"

"میتھس میتھس میتھس پتہ نہیں کیا بلا ہے۔" اسماء نے اکتا کر اس کی بات کاٹی تو وہ کندھے اچکا کر چپ ہو گئی اور چند لمحوں بعد ہی اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

"بندر کیا جانے ادرک کا مزہ۔"

اور اسماء اس کی بات سن کر کئی فٹ اوپر اچھلی تھی۔

"تمہیں کیسے معلوم کہ جاذی بھائی نے بھی ہماری بات کے جواب میں یہی کہا تھا۔"

"کون سی بات کے جواب میں کیا کہا تھا۔" اس کے خاک پلے نہ پڑا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے اور اسماء کے پوری بات بتا دینے پر وہ بغیر کچھ کہے آہستہ سے مسکرا دی تو سویرا نے اسے دیکھتے ہوئے اسماء سے کہا۔

"یار ویسے ایک بات ہے۔ ان دونوں کی انڈر اسٹینڈنگ غضب کی ہے۔" اس کے لہجے میں ان دونوں کے لیے بے پناہ ستائش تھی اور اسماء کے تائید کرنے پر وہ ایک بار پھر انہی سوچوں میں گھر گئی کہ جن سے اس نے بڑے مشکلوں پیچھا چھڑایا تھا۔

"کیا فائدہ ایسی انڈر اسٹینڈنگ کا۔" اس نے مایوسی سے سوچا۔

"کیا ہوا کہاں کھو گئیں۔" اسماء کے پکارنے پر وہ چونکی اور پھر گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔

"کہیں نہیں۔" اور پھر بات بدلنے کی خاطر پوچھا۔

"یہ بتاؤ تم دونوں اس وقت یہاں کیسے موجود ہو۔"

"کیوں ہمارے یہاں موجود ہونے پر کوئی پابندی ہے کیا؟"

سویرا اس کی بات پر چڑ کر بولی تو وہ مسکرا دی۔

"نہیں پابندی تو نہیں ہے۔ میں اس لیے کہہ رہی تھی کہ وہاں ایزد بھائی تمہارا....."

"مہرین!" شرارت سے کہتے ہوئے اس نے اسے

چھیڑا تو سویرا ایک لمحے کے اندر اندر سرخ ہو گئی۔

"افوہ خدایا۔ اگر ایزد بھائی حیا کا یہ منظر دیکھ لیں تو شاید حواس ہی کھو بیٹھیں۔" اسے سرخ پڑتا دیکھ کر اسماء بھی شرارتی ہو گئی تو اس کا رنگ اور گلابی ہو گیا۔ وہ دونوں اس کی حالت پر ہنس رہی تھیں کہ اسی وقت ایزد اور جاذب کمرے میں داخل ہو گئے اور سویرا کی تو ویسے ہی حالت خراب ہو رہی تھی ایزد کو سامنے دیکھ کر تو اس کے اوسان ہی خطا ہونے لگے۔ اس نے وہاں سے فرار ہونے میں ہی عافیت جانی۔

ایزد نے بڑی دلچسپی سے اسے گلرنگ چہرے کے ساتھ فرار ہوتے دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے بڑی خوب صورت مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔

"اسے کیا ہوا" جاذب نے حیرانی سے اسے بھاگتے دیکھ کر اسماء سے پوچھا تو وہ مہرین کی طرف اشارہ کرتی ہنستی ہوئی باہر نکل گئی تو مہرین بس اسے گھور کر رہ گئی کہ اب اسے کیا بتائے۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔" مہرین نے گول مول سا جواب دے کر اپنا پیچھا چھڑانا چاہا۔ پھر اس کے سوال سے بچنے کے لیے فوراً بول پڑی۔

"حماد بھائی کہاں ہیں۔"

"نیچے ہیں پاپا کے پاس کیوں؟"

ایزد اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا جبکہ جاذب کمپیوٹر ٹیبل کے ساتھ رکھی چیئر گھسیٹ کر اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔ اور بولا۔

"کوئی کام ہے اس سے۔ بلا دوں کیا؟"

"نہیں کام تو نہیں ہے۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تو وہ دونوں حیرانی سے اسے دیکھنے لگے۔

"کام نہیں ہے تو پوچھ کیوں رہی تھیں۔"

"اس لیے کہ باری باری سب میرے کمرے میں حاضری دے چکے ہیں۔ حماد بھائی نہیں آئے میں نے سوچا کہ پتہ نہیں شاید وہ گھر میں نہیں ہیں جبھی ابھی تک حاضری دینے سے محروم ہیں۔"

"مہو تم بھی بس۔" اس کے شرارتی لہجے اور انداز پر ایزد نے اس کے سر پر ایک چپت لگائی تو وہ ہنس پڑی پھر بولی۔

"ویسے خیریت تو ہے۔ یہ آپ دونوں کی بیک وقت آمد کسی خطرے کا پیش خیمہ تو نہیں ہے۔" اس نے باری باری دونوں کو دیکھا تو جاذب مسکراتے ہوئے بولا۔

"اگر میں کہوں ہے تو پھر۔"

"یا اللہ خیر۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا اور بہت اچانک ہی اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔

"کیا بات ہے بھائی کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔" وہ یکدم سنجیدہ ہو گئی تو ایزد نے حیرانی سے اس کے چہرے کو دیکھا جو اچانک ہی زرد ہو گیا تھا۔ جاذب نے بھی حیرانی و پریشانی کے عالم میں اس کے چہرے کے اڑتے ہوئے رنگ کو دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے مہو۔ اگر کوئی غلطی ہوئی بھی ہے تو اس میں اتنا گھبرانے کی کیا بات ہے۔" ایزد نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تسلی دیتے ہوئے اس سے کہا تو جیسے اس کے دل کی دھڑکن دگنی ہو گئی تھی۔

"نہیں بھائی۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ یونیورسٹی میں بھی میں نے کسی سے دوستی نہیں کی۔ بھائی میں نے ایڈمشن لیتے وقت جو وعدہ کیا تھا میں اس پر قائم ہوں۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے آپ لوگوں پر....."

وہ اپنی بات مکمل کرنے سے پہلے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو ایزد بہن کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھا۔ آگے بڑھ کر اسے دونوں بازوؤں کے حصار میں لے لیا تو بھائی کی محبت پا کر اس کے رونے میں اور شدت آ گئی۔

"مہو گڑیا۔ کیا ہوا ہے۔ ہم تو مذاق کر رہے تھے۔ تم نے کچھ نہیں کیا۔ مہو اوپر تو دیکھو۔" وہ بے قراری سے اسے تھپک رہا تھا جبکہ جاذب اس کی اس حالت پر ہونق بنا اسے دیکھ رہا تھا اسے تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اچانک اسے کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو وہ اس طرح

کبھی نہیں روئی۔ پھر آج۔

"جازی ایک گلاس پانی دینا۔" ایزد کی آواز نے اسے سوچوں سے نکالا۔

"اچھا۔" وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور پانی لا کر اسے پکڑا دیا۔

"لو پیو اسے۔" اس نے زبردستی دونوں ہاتھ اس کی آنکھوں سے ہٹائے اور خود ہی گلاس اس کے لبوں سے لگا دیا۔

پانی پی کر وہ کچھ نارمل ہوئی تو ایزد نے بغور اسے دیکھا۔ جاذب بھی کرسی گھسیٹ کر بالکل اس کے سامنے آگیا۔

"اب بتاؤ کیا بات ہے۔ میں کئی دن سے دیکھ رہا ہوں کہ تم کچھ پریشان ہو۔"

چند لمحوں بعد ایزد نے اس سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ اب اسے کیا بتاتی کہ یہ کس وقت کا رکا ہوا غبار تھا جو اس وقت ان کے سامنے بہہ نکلا۔

"دیکھو مہرو۔ اگر یونیورسٹی کا کوئی مسئلہ ہے تو بتا دو حل ہو جائے گا اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اب کے جاذب نے اس سے کہا جو اپنی سرخ ہوتی ناک کو رگڑتی دونوں کے سامنے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ لہجے میں بلا کی نرمی اور اپنائیت تھی اس نے ایک بار پھر بڑی مشکلوں سے خود پر ضبط کر کے خود کو روکا تھا۔

"آپ دونوں نے اس طرح آکر کہا کہ میں ڈر گئی تھی کہ شاید میں نے یونیورسٹی میں کچھ کر دیا ہے اس لیے۔"

چند لمحوں بعد اس نے بے حد ہلکی آواز میں اپنے رونے کا جواز پیش کیا۔

"آئندہ ایسی کوئی بات سوچنا بھی مت کہ ہم تم سے اس طرح کی کوئی بات پوچھیں گے۔ والدین یا باپ بھائی اپنی بہن بیٹیوں کو اسی وقت ایسے اداروں اور درسگاہوں میں پڑھنے بھیجتے ہیں جب انہیں اپنی تربیت پر اور اپنے خون پر اعتبار ہوتا ہے اور جس پر اعتبار کیا جاتا ہے اس پر شک نہیں کیا جاتا۔ ورنہ اعتبار کرنا بے معنی ہے سمجھیں۔"

جاذب نے بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا اور پھر بغیر رکے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"سن لیں تم نے اپنے استاد کی باتیں۔ اب مت سوچنا ایسا کبھی سمجھیں۔" اس کے جانے کے بعد ایزد نے مسکراتے ہوئے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا تو وہ ہلکے سے مسکرا دی۔ کہ بہت کم لفظوں میں وہ بہت بڑی بات کہہ گیا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"جازی بھائی لے چلیں ناں پلیز۔" اسے اس کی منت کرتے ہوئے تقریباً گھنٹہ ہونے والا تھا لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلنے کو تیار نہ تھا۔

"بھئی کیا مصیبت ہے کیا کام ہے تمہیں۔"

"اف خدایا۔ ایک گھنٹے سے تو بتا رہی ہوں کہ مجھے اس سے نوٹس لینے ہیں۔" وہ جھنجلا کر بولی۔

"ہر وقت مانگتی رہتی ہو اسماء تم کبھی اس دوست کے گھر جانا ہے۔ کبھی اس دوست کے گھر کبھی یہ نوٹس لینے ہیں کبھی وہ واپس کرنے ہیں۔ تم خود کیوں نہیں بناتی ہو اپنے نوٹس۔ ہر وقت مانگتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔ مہرین کو دیکھو مجال ہے جو کبھی کسی سے کوئی کتاب بھی مانگی ہو اور ایک تم ہو کہ۔"

"مہرین کے پاس ایسے سبجیکٹ ہی نہیں ہیں جس میں نوٹس کی ضرورت پڑے۔" وہ چڑ کر بولی اس کے اتنے لمبے لیکچر پر۔

"تو تم نے کس سے کہا تھا ایسے سبجیکٹ لینے کو کہ جس میں ہر وقت نوٹس کی ضرورت پڑتی رہے۔"

"میں نے آپ سے لیکچر دینے کو نہیں کہا نہ مشورہ مانگا ہے اگر آپ کو چلنا ہے تو سیدھے ـــــ چلیں ورنہ۔" ایک گھنٹے کی منتوں کے بعد بھی وہ راضی نہ ہوا تو وہ بری طرح تپ گئی۔

اصل میں اس وقت کوئی گھر میں نہیں تھا اور اسے ہر حال میں نوٹس لینے صبا کے پاس جانا تھا۔ جبھی اسے

جاذب کی منتیں کرنی پڑ رہی تھیں۔ لیکن وہ کسی طرح راضی ہوتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"ورنہ؟" وہ ہنسا "ورنہ کیا؟"

"ورنہ میں، میں۔" اس کا اطمینان اسے طیش دلا گیا اور اگلے ہی لمحے وہ فون اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"ہیلو تایا ابو۔" ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ جاذب نے بوکھلا کر اس کے ہاتھ سے ریسیور چھین کر کریڈل پر ڈال دیا۔

"پاگل لڑکی پٹواؤ گی کیا مجھے۔"

"ہاں۔" وہ اس کے کان میں چیخی۔

"اور آپ سن لیں اگر ایک منٹ کے اندر اندر آپ مجھے صبا کے گھر نہیں لے گئے تو تو میں ابھی اور اسی وقت تایا ابو کو فون کر کے کہوں گی کہ آپ بہانا بنا کر آفس سے نکلے ہیں اور آپ بالکل ٹھیک ہیں آپ کی کوئی طبیعت خراب نہیں ہے اور....."

"اچھا بس بس۔ میں باہر انتظار کر رہا ہوں جلدی آؤ۔" وہ اس کی بات کاٹ کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا باہر نکل گیا تو وہ مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے چل دی۔ کہ جاذب جیسے لوگوں کے لیے انگلی ٹیڑھی کرنی ہی پڑتی ہے۔

"ویسے کتنا مزہ آئے گا ناں اگر تایا ابو کو پتہ چل جائے کہ۔" اب تنگ کرنے کی باری اس کی تھی اپنی بات ادھوری چھوڑ کر وہ اپنی مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھنے لگی تو اس نے کڑی نظروں سے اسے گھورا جس پر اس کا قہقہہ نکل پڑا۔

"پتہ نہیں کتنے تیز طرار لوگ، دنیا جہاں کے چالاک، مکار، عیاش اور جانے کون کون سے لوگ مرے تھے کہ ان سب کی جگہ اللہ نے تمہیں بھیج دیا۔ تمہیں دیکھ کر تو لگتا ہی نہیں کہ۔"

"مہرین میری بہن ہے۔ یہی ناں۔" اس نے اس کی بات بیچ سے ہی اچک لی اور پھر بے تحاشا ہنس دی۔ چند لمحوں تک تو وہ اسے یونہی دیکھتا رہا اور پھر خود بھی ہنس پڑا۔

"ہاں یہ ہوئی نا بات اب لگ رہے ہیں کہ آپ میرے بھائی ہیں ورنہ صبا کہتی کہ یہ کون ہے جس کے جسم پر منہ کے بجائے غبارہ لگا ہوا ہے وہ بھی گیس سے بھرا ہوا۔"

"اسماء۔" وہ چیخ پڑا۔

"اب اگر تم نے ایک لفظ بھی کہا تو میں تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔" اتنی اچھی تشبیہہ اس جیسے ہینڈسم اسمارٹ بندے کو طیش دلا گئی۔

"اور میں صرف ایک فون کروں گی پی سی او سے۔ وہ بھی تایا ابو کو۔"

وہ بھی کب باز آنے والی تھی۔

"چل اتر۔ تو جا یہاں سے نکل چل۔" برداشت کی آخری حدوں پر پہنچ کر اس کی طرف کا دروازہ کھول کر اس نے اسے باہر دھکیلا تو وہ اپنی بے تحاشا ہنسی کو روکتی ہوئی صبا کے گھر کے کھلے ہوئے گیٹ میں داخل ہو گئی۔

"چڑیل۔" اس کے چلے جانے پر جاذب نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ "پتہ نہیں کون کمبخت مرا تھا جو یہ پیدا ہوئی۔ ایک مہرین ہے اور ایک یہ۔"

"مہرین۔" خود ہی خود بڑبڑاتے ہوئے اس کا ذہن اچانک اس کی طرف چلا گیا۔ رات وہ جس طرح ان دونوں کے ذرا سے مذاق پر بری طرح رو پڑی تھی، اس نے جاذب کو الجھن میں ڈال دیا تھا۔

"کوئی بات ضرور ہے جو وہ اس قدر پریشان ہے۔ ورنہ وہ اتنی آسانی سے ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں ہے۔ پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے اس کے ساتھ۔"

"واپس آجائیں بھائی۔ آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔" وہ کب آکر بیٹھ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر گہری سانس بھر کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"اسماء۔" وہ فائل پر جھکی نوٹس چیک کر رہی تھی جب جاذب کے پکارنے پر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"مہرین کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے کیا؟"

"جازی بھائی!" اسماء نے حیرانی سے اسے دیکھا "یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔" اس کی حیرانی بجا تھی کہ مہرین اپنا ہر مسئلہ' ہر پریشانی اور ہر بات ہمیشہ اس سے ڈسکس کرتی تھی اور اسی کی زبانی پھر بعد میں سب کو پتہ چلتا تھا کہ وہ کیوں پریشان تھی لیکن اس بار جب جاذب نے اسماء سے پوچھا تو وہ کچھ پریشان ہو گئی۔

"اس کا مطلب ہے اس بار اس نے آپ کو بھی کچھ نہیں بتایا۔" اس کی خاموشی سے اس نے خود ہی نتیجہ اخذ کر لیا۔

"ہے ناں۔"

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے جازی بھائی کہ۔" وہ کہتے کہتے اٹک گئی تو جاذب نے ونڈ اسکرین سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

"کہ؟"

"کہ اسے آپ کی طرف سے ہی کوئی پریشانی ہو اور ....."

"میری طرف سے؟" وہ حیران ہوا۔ "نہیں میری طرف سے اسے کیا پریشانی ہو گی۔" اس کی بات کی فوراً" نفی کر دینے کے باوجود وہ الجھ گیا۔

"ویسے تمہیں کیا لگتا ہے وہ پریشان ہے ناں۔" اپنے اوپر سے بات ہٹانے کی خاطر جاذب نے پوچھا۔

"میں کیا پورے گھر والے اس کی طرف سے پریشان ہیں۔ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ آپ کو اس نے اب تک بتا دیا ہو گا لیکن خیر ہو سکتا ہے وہ اپنے ایگزامز کی وجہ سے پریشان ہو۔ پہلا سمسٹر ہے ناں اسے زیادہ ہی فکر لگی ہوئی ہے سب پر اپنا امپریشن قائم کرنے کی آپ پریشان نہ ہوں۔" پرخلوص لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے وہ بولی تو وہ مسکرا دیا۔ پھر بولا۔

"ویسے تم کوشش کرنا کہ اگر کوئی اور مسئلہ ہے اسے تو معلوم کر لو۔"

گیرج میں گاڑی داخل کرتے ہوئے اس نے کہا تو وہ سر ہلا کر باہر نکل آئی اور ابھی اس نے اوپر جانے کے لیے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ اس کے پکارنے پر رک گئی جسے بہت اچانک کچھ خیال آیا تھا۔

"اب تم پاپا سے کیا کہو گی کہ تم نے انہیں کیوں فون کیا تھا اور پھر بغیر بات کیے کیوں رکھ دیا تھا۔" وہ چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

"تمہاری آواز تو انہوں نے پہچان ہی لی ہو گی اور پھر تایا ابو سن کر تو انہیں کنفرم ہو گیا ہو گا کہ فون گھر سے ہی آیا ہے۔" وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس کا پول کھل گیا تو وہ اسے بخشنے والے نہیں ہیں اور اب یہی بات اسے پریشان کیے دے رہی تھی۔

"ہاں' یہ تو سوچنے والی بات ہے۔" اسماء نے گہری سنجیدگی سے ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھتے ہوئے کہا اور ایک سیڑھی اوپر ہوتے ہوئے بولی۔

"ویسے میرا خیال ہے انہوں نے میری آواز نہیں پہچانی ہو گی۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟" جاذب نے پوچھا۔

"ایسے کہ فون تایا ابو نے نہیں اٹھایا تھا۔" اب کے وہ دو سیڑھیاں اوپر ہوئی۔

"ہیں۔ پھر کس نے اٹھایا تھا؟" وہ حیران ہوا۔

"بھئی سیدھی سی بات ہے۔ رانگ نمبر پر تو کوئی بھی اٹھا سکتا ہے۔"

"اسماء!" اس نے اپنی بات کہتے ہی اوپر کی طرف دوڑ لگا دی تو وہ اس بری طرح بے وقوف بن جانے پر بس چیخ کر رہ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"انسان کو وہی ملتا ہے جو اس کی قسمت میں لکھ دیا جاتا ہے۔" ریلیکس ہونے کی خاطر وہ بک شیلف سے کوئی ناول نکال لائی تھی اور صفحہ پلٹتے ہوئے اس کی پہلی نظر اسی لائن پر پڑی تھی اور وہ ناول سائیڈ پر رکھ کر گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکاتے ہوئے ایک بار پھر اپنی ہی سوچوں میں گم ہو گئی تھی۔

"پتہ نہیں میری قسمت میں کیا لکھا ہے۔" اس نے مایوسی سے سوچا۔

"سویرا کتنی خوش قسمت ہے ناں کہ اسے ایزد بھائی جیسا بندہ ملا اسماء بھی کم نہیں ہے کہ حماد اسے

چاہتا ہے لیکن میں ان دونوں کے درمیان میں کہاں ہوں۔ چند دنوں پہلے تک تو شاید میں بھی خود کو خوش نصیب تصور کرتی تھی کہ جاذب سے بہتر تو کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا لیکن اب اب میں کیا کروں کہ وہ دن بدن میری پہنچ سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ یہ کیسی شرط رکھ دی اس نے۔" اس نے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگالی۔

"کیا کوئی لڑکی کبھی اپنے منہ سے ایسا اظہار کر سکتی ہے جیسا وہ چاہتا ہے۔" اس نے خود سے سوال کیا۔

"ہاں کر سکتی ہے۔ اس میں حرج ہی کیا ہے۔" دل نے مجبور ہو کر کہا تھا۔

"نہیں۔" دماغ نے فوراً" نفی کر دی۔

"اپنے منہ سے اظہار کرنے کا مطلب ہے کہ تم نے خود کو اس کے پیروں میں رکھ دیا۔ کیا تم یہ گوارا کرو گی کہ تم ساری زندگی اس کے ساتھ گزارتے ہوئے بھی اس سے نظریں نہ ملا پاؤ؟ صرف چند الفاظ کی ادائیگی کی بناء پر خود کو اس کی ہی نہیں اپنی نظروں میں بھی گرا دو؟ بولو کیا تمہیں یہ گوارا ہے۔" کسی نے اسے جیسے جھنجھوڑ دیا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا نہ سمجھتا ہو۔ وہ صرف یہ چاہتا ہو کہ تم زبان سے اظہار کر کے اس کے شک کو یقین میں بدل دو کہ تم اسے پسند کرتی ہو۔" دل نے ایک بار پھر اسے ایسا سوچنے پر مجبور کیا تھا۔

"اس لیے کہ وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے۔" کوئی اس کے آس پاس بولا تھا۔ وہ چونک گئی۔ کتنا یقین تھا اس کی آواز میں یہ کہتے ہوئے۔ پھر اس کے بعد کسی قسم کے کسی شک کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے؟

اس نے اکتا کر کتاب بند کر دی۔ جو بات وہ نہیں سوچنا چاہتی تھی وہ بات کسی طرح اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی اور چھوڑتی بھی کیسے۔ آخر یہ اس کی زندگی کا معاملہ تھا پوری زندگی کا۔

اظہار کر دیتی تو خود کو اپنی ہی نظروں میں گرا ہوا پاتی نہ کرتی تو ساری زندگی داؤ پر لگ جاتی۔

"اف جاذب۔ تم نے مجھے یہ کس مشکل میں ڈال دیا ہے۔"

پڑھنا لکھنا بھول کر وہ ایک بار پھر رونے لگی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

خدا خدا کر کے اس کے ایگزیمز ختم ہوئے تو اس کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی سکون کا سانس لیا۔ اس کو تو اپنے پیپرز کی فکر تھی لیکن باقی سب کو اس کی صحت کی فکر تھی کہ اتنا پڑھ کے کہیں وہ دماغی توازن نہ کھو بیٹھے اور اسماء تو اس وقت بھی اس کا مذاق اڑانے سے باز نہ آئی تھی۔ سب بیٹھے ہوئے تھے تو وہ کہنے لگی۔

مہرین نے اپنے ذہن پر میتھس کو اتنا سوار کر لیا ہے کہ مجھے تو اب اس بات کا ڈر لگتا ہے کہ کسی کے نام پوچھنے پر وہ میتھس کا کوئی فارمولا نہ دہرانے لگے۔

"مثلاً"۔ "حماد بیچ میں کودا۔

"مثلاً یہ کہ کسی نے پوچھا۔ آپ کا نام کیا ہے۔ آگے سے جواب آرہا ہے۔ A+2ab+b۔"

"آپ کہاں رہتی ہیں۔"

"ٹرائے اینگل کی تیسری سائیڈ پر۔"

اور سب کے ساتھ ساتھ اس کی بات پر مہرین بھی بے تحاشا ہنسی تھی۔

وہ جاگنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ بالآخر امی کو اسے جگانے کے لیے آنا پڑا۔

آج پہلے سمسٹر کا آخری پیپر دینے کے بعد جو وہ آکر سوئی تھی۔

"مہرو۔ بیٹا اٹھ جاؤ کب تک سوؤ گی۔"

انہوں نے محبت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"مہرو! بیٹا اٹھ جاؤ۔" ان کے دو تین دفعہ ہلانے پر اس نے آنکھیں کھولیں۔ جن میں اب تک نیند بھری ہوئی تھی۔

"امی کیا ہے۔" اس نے بمشکل آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔

"جاگ جاؤ بیٹا۔ کب تک سوؤ گی۔"

"ابھی تو سوئی ہوں۔" وہ منہ بنا کر بولی تو انہوں نے اٹھ کر کھڑکی سے پردے ہٹا دیے اور بولیں۔

"ابھی نہیں سوئی ہو بہت دیر سے سو رہی ہو۔ دیکھو اب تو سورج بھی ڈھلنے والا ہے۔ ویسے بھی دونوں وقت ملتے وقت سونا خدا کو پسند نہیں ہے اس نے سختی سے منع کیا ہے۔ چلو اٹھ جاؤ شاباش۔"

پردے کھینچ کر وہ دوبارہ اس کے بیڈ کے پاس آئیں تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"اب جلدی سے منہ دھو کر نیچے آؤ تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔" دروازے تک جاتے ہوئے انہوں نے کہا تو وہ آنکھیں ملتے ہوئے انہیں دیکھنے لگی۔

"میرے لیے کیا سرپرائز ہے؟"

"تم دیکھو گی تو کھل اٹھو گی۔ آؤ تو سہی۔"

"اچھا۔" سرپرائز کے نام پر وہ ان کے باہر نکلنے سے پہلے اٹھ کر واش روم میں گھس گئی تو وہ ہنستے ہوئے سر جھٹک کر باہر نکل آئیں۔

"پھپو!" فریش ہو کر وہ نیچے آئی تو انہیں لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر اس نے سیڑھیوں سے ہی چیخ ماری تھی اور پھر اندھا دھند دوڑتی ہوئی ان سے لپٹ گئی۔

"پھپو کیسی ہیں آپ کب آئیں۔ آپ کو میں یاد نہیں آتی ناں اب۔ جبھی اتنے اتنے دن لگا دیتی ہیں آنے میں۔ میں سخت ناراض ہوں آپ سے۔" ان سے لپٹے لپٹے ہی وہ ہر بات کہے گئی تو انہیں اس کے بچپنے پر ہنسی آ گئی۔ لپٹے ہوئے کہہ رہی تھی کہ میں ناراض ہوں۔

"لڑکی اتنے سارے سوال ایک ساتھ کر ڈالے۔ وہ جواب کیسے دیں گی۔" پاس سے گزرتے ہوئے امی نے اسے ٹوکا تو وہ ہنس دی۔ پھر ان کے کندھے سے سر اٹھا کر بولی۔

"سب سوالوں کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ اتنے دن بعد کیوں آئی ہیں۔"

"میں تو پھر آ گئی۔ تمہیں تو اتنی بھی توفیق نہ ہوئی کہ جا کر پھپو کو دیکھ لو کہ دنیا میں ہیں بھی یا۔" پھپو نے شکوہ کرنے والے انداز میں کہا تو اس نے ان کی بات پوری ہونے سے پہلے ان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

"خدا نہ کرے پھپو۔ پلیز ایسے مت بولیں۔" اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں اپنی بات کے جواب میں پانی بھرتے دیکھ کر انہوں نے اسے خود سے لگا کر بھینچ لیا۔

"ارے پاگل لڑکی۔ میں تو مذاق کر رہی تھی۔"

"مذاق میں بھی مت کہیے گا آئندہ ایسی بات ورنہ میں....."

"اچھا بھئی اچھا۔ نہیں کہوں گی اس بار تو معاف کر دو۔" اس کی آواز میں گھلی نمی کو محسوس کرتے ہوئے وہ اسے ہنسانے کی خاطر بولیں تو وہ واقعی ہنس پڑی۔

"اور تم یہ بتاؤ کہ تم کہاں ہو اتنے دن سے۔ میری تو آنکھیں ترس گئی تھیں تمہیں دیکھنے کے لیے۔ مجبور ہو کر خود ہی چلی آئی۔" محبت بھرے لہجے میں کیا گیا شکوہ اسے خجل کر گیا۔ سر کھجاتے ہوئے بولی۔

"وہ پھپو آپ کو تو معلوم ہے ناں میرے ایگزیمز ہو رہے تھے۔"

"اور ایگزیمز سے پہلے کیا ہو رہا تھا۔" پھپو نے پوچھا۔

"پڑھائی۔" وہ ہنستے ہوئے بولی اور پھر ان کے کندھے سے سر ٹکا کر دونوں بازو ان کی گردن میں حمائل کر دیے تو وہ بھی بھتیجی کی محبت میں نہال ہو گئیں۔

"ارے تم جاگ گئیں۔ کیسا ہوا پیپر؟" آواز پر اس نے پھپو کے کندھے سے سر اٹھایا تو سیڑھیاں اترتے جاذب اور کامران کو دیکھ کر سیدھی ہو گئی۔ پھر بولی۔

"بہت بہت اچھا۔" جاذب کو جواب دے کر اس نے کامران کو دیکھا۔

"اوہو آج تو کامران بھائی بھی آئے ہیں۔ کیسے ہیں۔" اس نے خوشدلی سے پوچھا تو وہ جاذب کے ہمراہ چلتا ہوا اس کے مقابل آ بیٹھا۔

"ہم بالکل ٹھیک ہیں اور رہی آنے کی بات تو ہم نے سوچا تمہیں تو آنا ہے نہیں۔ خود ہی آ کر تمہیں دیکھ جائیں۔" وہی پھپو والا شکوہ تھا بس الفاظ دوسرے تھے۔ وہ پھر سر کھجانے لگی۔

"ویسے آپ بتانا پسند کریں گی آپ آج کل کہاں

پائی جاتی ہیں۔" کامران نے پوچھا۔
"کامران بھائی آپ بھی ....." اس نے کچھ کہنا چاہا۔
"یہ اپنی کتابوں کے علاوہ بھی کہیں ہو سکتی ہیں؟" اسماء اس کی بات کاٹ کر بولی تو وہ چڑ کر رہ گئی۔
"تم لوگ تو بس ہر وقت میری پڑھائی کے ہی پیچھے پڑے رہنا۔"
کامران نے قدرے دلچسپی سے اس کے بنے ہوئے منہ کو دیکھا اور پھر بولا۔
"تو پھر کیا خیال ہے پوزیشن آئے گی۔"
"ارے یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ پوزیشن تو مہرو کے سوا کوئی لے ہی نہیں سکتا۔"
جاذب کے پر یقین لہجے پر کامران نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا جبکہ وہ اس کے اتنے مان پر بس خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔
"کیوں کیا پیپر تم چیک کر رہے ہو اس کے۔"
"یہ پیپر تو نہیں چیک کر سکتے البتہ سفارش ضرور کروا سکتے ہیں۔ آخر کو انہوں نے بھی اسی یونیورسٹی سے پڑھا ہے۔ سارے ٹیچرز جاننے والے ہیں۔" اسماء نے کہا۔
وہ ابھی کچھ اور کہنے ہی والی تھی کہ حماد کی آمد پر چپ ہو گئی جو پھپھو کو سلام کر کے کامران کے پاس جا بیٹھا تھا۔
"کہاں ہو یار۔ بڑے دنوں بعد آئے۔" حماد نے پوچھا۔
"بس یار۔ مصروفیت اتنی ہے کہ وقت نہیں ملتا۔" کامران نے کہا۔
"پھر آج کیسے ملا۔" حماد مسکرایا۔
"آج تو مما گھسیٹ لائی ہیں۔"
"یعنی کہ آپ کا آج بھی آنے کا ارادہ نہیں تھا۔" مہرین نے دونوں کی گفتگو میں حصہ لیا۔
"نہیں ارادہ تو تھا آخر تمہیں بھی تو دیکھنا تھا ناں۔" نظروں کو اس کے صاف ستھرے چہرے پر ٹکاتے ہوئے وہ بولا تو وہ بری طرح جھینپ گئی پھر بولی۔
"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے آج پہلی دفعہ دیکھ رہے ہوں۔"
"مجھے تو آج ایسا ہی لگ رہا ہے۔"
"باتیں بنانا تو کوئی آپ سے سیکھے۔" وہ ہنستے ہوئے بولی تو وہ بھی ہنس دیا۔
"آجاؤ بھئی کھانا لگ گیا ہے۔" امی کے پکارنے پر وہ سب ہنستے ہوئے ڈائننگ روم میں آ گئے۔
اور کھانے کے بعد جب پھپھو نے اس سے چلنے کو کہا تو وہ ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر راضی ہو گئی کہ وہ خود کچھ دنوں کے لیے اس ماحول سے فرار چاہ رہی تھی اور اب تو ایگزیمز بھی ختم ہو گئے تھے اگر وہ یہاں رہتی تو سارا وقت بس وہی ایک بات سوچتی رہتی جو اسے نہیں سوچنی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

بھلا دینا کبھی وعدہ کبھی تکمیل کر لینا
کبھی یونہی مروت میں میری تعمیل کر لینا
شب تاریک رستے میں جو آجائے تو یہ آنکھیں
کبھی جگنو کبھی تارے کبھی قندیل کر لینا
ہمیشہ سے یہی اپنا شعار زندگی رکھنا
جو رستہ عام ہو جائے اسے تبدیل کر لینا
بہادر تو نہیں لیکن ہمیں اچھا نہیں لگتا
کسی کے خوف سے اپنا مکان تبدیل کر لینا

ڈائری کے صفحات پر لکھی غزل پر نظریں دوڑاتے ہوئے اس کی پلکیں بھیگ گئی تھیں۔ دل پر بوجھ ہو تو انسان کو بات بے بات یونہی رونا آجاتا ہے جیسے اس وقت اسے آگیا تھا۔ حالانکہ یہ اس کی پسندیدہ غزل تھی اور وہ اکثر اسے پڑھتی رہتی تھی لیکن اس وقت جانے کیوں اسے لگا جیسے یہ نظم اس کے حسب حال ہے اور اسے تاکید کر رہی ہے کہ کچھ بھی ہو جائے اسے جھکنا نہیں ہے۔
"مہرین!" قدموں کی آہٹ پر اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کر لیں۔
"یہاں کیوں بیٹھی ہو اکیلی۔" کامران اسے

ڈھونڈتے ہوئے اوپر آیا تو اسے اکیلے کمرے میں بیٹھا دیکھ کر چونک گیا۔ پھر بولا۔

"کیا گھر والے یاد آرہے ہیں۔" اس کے پاس بیٹھتے ہوئے وہ اپنائیت سے بولا تو وہ ہنس دی۔

"گھر والے تو جب یاد آتے ہیں جب آپ گھر سے باہر ہوں۔"

"ویری گڈ۔" مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔" وہ خوش ہو گیا۔

"چلو اسی بات پر تمہیں آئس کریم کھلا کر لاؤں۔"

"لگتا ہے آپ کو میری بات کچھ زیادہ ہی پسند آگئی ہے۔" اس کی آنکھوں میں چمکتے جگنو دیکھ کر وہ بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"مجھے تو تمہاری ہر بات ہی بہت زیادہ پسند آتی ہے۔" اپنی ڈائری بند کر کے وہ کھڑی ہو گئی تو کامران نے کہا۔ وہ ہنس دی پھر بولی۔

"باتیں بنانا تو کوئی آپ سے سیکھے۔" اور کامران کو اندازہ تھا کہ وہ آگے سے کیا جواب دے گی جبھی پہلے ہی ہنس پڑا۔

"چلیں پھپو آئسکریم کھا کر آتے ہیں۔" پھپو کے کمرے میں آکر ان کے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے کہا تو وہ خفگی سے اسے دیکھنے لگیں۔

"ارے لڑکی دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا۔ میری عمر ہے آئسکریم کھانے کی۔"

"کیوں آپ کی عمر کو کیا ہوا ہے۔ اتنی جوان تو ہیں۔"

"ارے ہٹو تم بھی بس۔" انہوں نے اسے دھکا دے دیا۔ تو ان کے انداز پر اسے ہنسی آگئی۔

جبکہ دروازے پر کھڑا کامران بڑے مزے سے پھپو بھتیجی کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔

"مما میں تو جیسے جان پڑ جاتی ہے اس کے آنے سے۔" اس نے مہرین کو دیکھتے ہوئے سوچا جواب ان کے گھٹنے پر سر رکھے بیٹھی تھی۔

"ٹھیک ہے آپ نہیں جا رہیں تو میں بھی نہیں جاؤں گی۔"

"اچھا بھئی چلو۔" وہ اس کے آگے ہار مانتے ہوئے کھڑی ہو گئیں۔ "یہ لڑکی تو مجھے آکے بالکل ہی بچہ بنا دیتی ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئیں تو ان کے پیچھے جاتے ہوئے مہرین نے کامران کو وکٹری کا نشان بنا کر دکھایا کہ وہ شرط جیت گئی تھی اور وہ منہ بناتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا کہ اب اسے ایک کے بجائے تین آئسکریم کھلانی تھیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

"اف کتنا سناٹا ہو جاتا ہے گھر میں مہرو کے نہ ہونے سے۔"

رات کھانے کی ٹیبل پر جب سب چپ چاپ کھانا کھانے میں مصروف تھے تو امی نے کہا۔ گو کہ وہ زیادہ نہیں بولتی تھی لیکن بعض لوگوں کی محض موجودگی ہی دوسروں کے لیے کافی ہوتی ہے اور وہ ایسی ہی تھی اور یہ کوئی پہلی دفعہ کی بات نہیں تھی۔ پھپو عموماً اسے اپنے ساتھ لے جایا کرتی تھیں اور ہر دفعہ سب اس کی کمی کو اسی طرح محسوس کرتے تھے جس طرح اس وقت کر رہے تھے۔

"چاچی ابھی وہ کچھ دنوں کے لیے پھپو کے پاس جاتی ہے تو آپ کو اتنا محسوس ہوتا ہے تو آپ اس کی شادی کے بعد کیسے رہیں گی جب وہ مستقل طور پر اس گھر سے چلی جائے گی۔" حماد نے کن انکھیوں سے جاذب کو دیکھتے ہوئے کہا۔ تو وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولیں۔

"ہاں بیٹا۔ لڑکیاں تو ہوتی ہی پرایا دھن ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن مجھے یہ سوچ سوچ کر ہول اٹھتے ہیں کہ جب وہ چلی جائے گی تو کیا ہو گا۔"

"امی آپ ناانصافی کر رہی ہیں۔ آپ کو صرف مہرو کے جانے کی فکر ہے۔ ہماری کوئی فکر نہیں ہے۔" اسماء نے مصنوعی جلن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تو امی کے جواب دینے سے پہلے حماد بول پڑا۔

"کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ تم شادی کے بعد بھی ان کی جان نہیں چھوڑو گی۔ انہی کے سر پر سوار رہو گی۔"

"ہاں تو کس نے کہا تھا آپ سے کہ....." بولتے بولتے یکدم اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کہنے جا رہی ہے تب یکدم چپ ہو گئی۔ حماد نے کھانے سے ہاتھ روک کر قدرے دلچسپی سے اس کے چہرے پر پھیلتے ہوئے رنگوں کو دیکھا اور پھر بولا۔

"ہاں ہاں کہو۔ کیا کہہ رہی تھیں۔ ہم ہمہ تن گوش ہیں۔"

"ہیں آپ خرگوش کیسے ہو گئے ہم تو آپ کو انسان سمجھے بیٹھے تھے۔" اس کی شرارت پر سب کا قہقہہ بکھر گیا۔ جاذب نے بچ جانے پر خدا کا شکر ادا کیا۔

"دیکھو میں تم سے کہہ رہا ہوں فالتو مت بولو۔ وہ بات کرو جو کرتے کرتے چپ ہو گئی تھیں۔" حماد دوبارہ پرانے موضوع کی طرف پلٹ آیا تو وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی۔

"میں کہہ رہی تھی کہ یہی بات ہم مہرو کے لیے بھی تو سوچ سکتے ہیں کہ وہ بھی گھر سے کہیں نہیں جائے۔" جواباً" حماد نے بڑے عجیب سے انداز میں کھانے میں مصروف جاذب کو دیکھا اور پھر اسی کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"میرا نہیں خیال کہ یہ ممکن ہے کیونکہ۔"

"چاچو وہ جو آپ نے فائل دی تھی چیک کرنے کو وہ میں نے اسد کو دے دی تھی۔ آپ کو پتہ چل گیا۔" جاذب نے انجانے خدشے کے تحت تیزی سے اس کی بات کاٹی تو حماد طنزیہ نظروں سے اسے دیکھتا ہوا ٹیبل سے اٹھ گیا اور اس نے شکر ادا کیا کہ وہ چلا گیا ہے ورنہ تو سب کے سامنے وہ پتہ نہیں کیا کہنے والا تھا۔

"ہاں میں نے دیکھ لی ہے۔" چاچو نے بس اتنا ہی کہا شاید وہ بھی حماد کے منہ سے نکلی بات پر غور کر رہے تھے۔ ابھی تک تو وہ یہی سوچ کر مطمئن تھے کہ جس طرح سویرا اور اسماء کی بات گھر ہی میں طے ہو گئی اسی طرح مہرین بھی کہیں اور نہیں جائے گی۔ لیکن حماد کی بات نے ان پر سوچ کا ایک نیا در وا کیا تھا۔ ان کا سوچ میں گھیرنا اور پریشان ہونا فطری تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"پھپھو! آپ تو اپنا بالکل خیال نہیں رکھتیں۔ بال دیکھیں کتنے خشک ہو رہے ہیں۔" آئسکریم کھا کر وہ لوگ واپس آئے تو وہ تیل کی شیشی اٹھا لائی۔

"اف پھپھو آپ کے بال کس قدر خوب صورت ہیں۔" ان کے پشت پر پھیلے لمبے گھنے بالوں کو ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے کہا پھر فوراً" ہی بولی۔

"پتہ ہے پھپھو امی کہتی ہیں میرے بال بالکل آپ جیسے ہیں۔ بلکہ بال کیا پپا تو کہتے ہیں کہ میں پوری کی پوری آپ کی کاپی ہوں۔ میری ایک ایک حرکت میں اور ایک ایک انداز میں آپ کی شباہت آتی ہے نا پھپھو۔" پورے سر میں تیل لگانے کے بعد اب وہ مالش کر رہی تھی۔ ہاتھوں کے ساتھ ساتھ زبان بھی اتنی ہی تیزی سے چل رہی تھی۔

"ہاں بھئی بالکل صحیح کہتے ہیں۔ تمہاری ہر چیز میرے جیسی ہے بس خدا نہ کرے کہ تمہارے نصیب بھی میری طرح ہوں۔"

اس کے چلتے ہاتھ یکدم رک گئے۔

"کیوں پھپھو۔ میرے نصیب آپ کی طرح کیوں نہ ہوں آپ تو اتنی خوش قسمت ہیں۔ آپ کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے اور پھر کامران بھائی جیسے فرمانبردار بیٹے ہیں۔ پھر آپ کیوں کہہ رہی ہیں کہ۔"

"بس کرو مہرو۔ اب مجھے نیند آ رہی ہے۔" وہ اس کی بات کا جواب دیے بغیر بال سمیٹتے ہوئے کھڑی ہو گئیں اور اس سے نظریں چراتے ہوئے بیڈ کے دوسری طرف جا کر لیٹ گئیں تو وہ چند لمحوں تک تو اپنی جگہ سے اٹھ ہی نہ پائی۔ ان کے نظریں چرانے پر اسے محسوس ہوا جیسے وہ رو رہی ہیں۔

"کیا ہو گیا پھپھو کو اچانک۔" وہ الجھتے ہوئے ان کے برابر آ لیٹی۔ کچھ پوچھا اس لیے نہیں کہ وہ جانتی تھی کہ اگر بتانے والی بات ہو گی تو خود ہی بتا دیں گی۔

"تم نہیں سمجھو گی مہرو۔ بعض دفعہ ہر چیز کے ہوتے ہوئے بھی انسان خود کو تہی داماں محسوس کرتا ہے۔ خدا نہ کرے کہ میرے نصیب کا سایہ بھی تم پر پڑے۔" آنکھوں پر بازو رکھتے ہوئے انہوں نے سوچا اور بہت خاموشی سے دو آنسو ان کی آنکھوں سے نکل

کران کے گالوں پر لڑھک گئے تھے۔

♥ ♡ ♡ ♥

"آخر تم بتانا کیا چاہتے ہو سب کو۔" جاذب خاصے غصے کے عالم میں حماد کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟" فوری طور پر اسے سمجھ نہیں آیا کہ بات کیا ہے۔

"کیا بول رہے تھے تم کھانے کی ٹیبل پر اسماء سے۔" جاذب نے پوچھا۔

"اوہ۔" حماد نے گہری سانس بھری۔ "تو یہ بات ہے جس پر موصوف کو اتنا غصہ آرہا ہے۔" اس نے دل میں سوچا اور پھر بولا۔

"میں نے کچھ غلط تو نہیں کہا۔" حماد نے گہری نظروں سے اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ تم نے غلط کہا یا صحیح لیکن تم آئندہ یہ بات منہ سے نہیں نکالو گے۔" اس کا لہجہ خاصا سخت تھا۔ حماد کو بھی غصہ آگیا۔

"کیوں؟"

"حماد۔ آخر تم چاہتے کیا ہو۔" اس کے انداز پر جاذب نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر مہرین کے لیے کوئی رشتہ آئے تو اس کے والدین اسے منع نہ کریں وہ اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ سویرا اور اسماء کی طرح وہ بھی گھر ہی میں کھپ جائے گی۔"

کتاب بند کر کے وہ بڑے آرام سے کہتا ہوا اس کے مقابل آکھڑا ہوا۔

"تم؟ تم حماد یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری جان ہے اس میں یہ چاہتے ہو کہ اس کی شادی باہر ہو جائے۔" جاذب کی آواز میں گہرا تاسف تھا۔ حماد نے ترحم بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ میں نہیں چاہتا جاذی! تم خود چاہتے ہو۔"

"کیا؟ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔ کیا کہہ رہے ہو تم؟"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں میں۔ تم اچھی طرح جانتے ہو جاذی کہ جو شرط تم نے رکھی ہے وہ کبھی پوری نہیں ہو گی۔ پھر فائدہ اس بات کا کہ تم اس کا انتظار کرو یا وہ تمہارے انتظار میں رہے۔ بہتر نہیں ہے کہ تم دونوں اپنی راہیں بدل لو۔"

"تمہیں کیسے معلوم کہ وہ میری ضد پوری نہیں کرے گی۔"

"یہ صرف مجھے ہی معلوم نہیں ہے جاذی۔ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو۔ یہ سوال مجھ سے پوچھنے کے بجائے اپنے دل سے پوچھو تو زیادہ بہتر ہو گا۔" جاذب نے چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھا اور پھر بولا۔

"تم ہمیشہ اس کی سائیڈ لیتے ہو حماد۔ اس کی طرفداری کرتے ہو۔ کیا میری تمہاری نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یا وہ تمہیں زیادہ عزیز ہے۔"

اس کی شاکی نظروں اور شکایتی لہجے نے حماد کو پگھلا دیا۔ قریب آکر اس نے اسے دونوں شانوں سے تھام لیا اور محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"میری نظر میں تم دونوں بہت اہم ہو جاذی۔ تم بھائی ہو وہ بہن ہے۔ مجھے تو تم دونوں ہی عزیز ہو۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ چھوڑ دو اپنی ضد مت بھینٹ چڑھاؤ اپنے اور اس کے خوابوں کو ایک بے مقصد ضد کے پیچھے۔" جاذب نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"اگر وہ اظہار نہ کر کے اپنا نقصان کرے گی تو فائدہ تمہیں بھی نہیں ہو گا جاذی یہ ٹھیک ہے کہ محبت مرد کی زندگی کا ایک حصہ ہوتی ہے لیکن کیا وہی حصہ اس کی زندگی کا بھی حاصل نہیں ہوتا؟ اگر عورت اپنی پہلی محبت کو دل سے نہیں نکال سکتی تو کیا مرد بھول سکتا ہے؟ نہیں جاذی نہیں۔ محبت تو نرم گرم پھوار کی مانند ہوتی ہے جو مرد ہو یا عورت دونوں ایک طرح سے محسوس کرتے ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ....."

"حماد بھائی!" سویرا کے کمرے میں آنے پر حماد چپ ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ "آپ کو ایزد بھائی بلا رہے ہیں۔"

"اچھا تم چلو میں آرہا ہوں۔"

"جی اچھا۔" وہ دروازہ بند کر کے واپس چلی گئی۔ تو حماد نے جاتے جاتے پلٹ کر جاذب کو دیکھا جو شدید ذہنی الجھن میں گھرا سر جھکائے کھڑا تھا۔

"فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے جاذی۔ سوچنا ضرور۔" وہ اپنی بات کہہ کر باہر نکل گیا اور جاذب تھکے تھکے سے انداز میں اسی کے بیڈ پر گر گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

رات کھانے کے بعد کامران کمپیوٹر آن کر کے بیٹھ گیا تو وہ پھپھو کے پاس آ بیٹھی۔

"پھپھو!" ان کے ساتھ چادر میں گھستے اس نے آہستگی سے پکارا تو وہ محبت سے اسے دیکھنے لگیں۔

"جی جانو۔"

"ایک بات تو بتائیں۔" ہمیشہ کی طرح وہ ان کے ہاتھ پر سر رکھ کر لیٹ گئی تو انہوں نے ذرا سا ہاتھ موڑ کر اسے خود سے مزید قریب کر لیا۔

"کیا کبھی کسی عورت کو کسی کے سامنے یہ اظہار کرنا چاہیے کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے؟"

پھپھو نے گہری سانس بھر کر اسے دیکھا اور پھر جیسے کہیں کھو سی گئیں۔ اس نے انجانے میں ان کے زخموں کو چھیڑ دیا تھا۔

"پھپھو!" چند لمحے تک ان کے بولنے کا انتظار کرنے کے بعد اس نے پکارا تو وہ چونک گئیں۔

"تم کل پوچھ رہی تھیں ناں کہ میں کیوں کہہ رہی تھی کہ تمہارے نصیب میری طرح نہ ہوں۔ تو سنو۔"

اپنی نظریں سامنے رکھے ریک پر پڑے کرسٹل کے گلدان پر جماتے ہوئے کتاب ماضی کا ایک ایک صفحہ ان کے آگے کھلنے لگا۔

انہیں اچھی طرح یاد تھا وہ دن جب جذبات میں آ کر انہوں نے سلمان کے آگے اظہار کر ڈالا تھا کہ وہ ان سے محبت کرتی ہیں اور ان کے بغیر نہیں رہ سکتیں۔

"بس یہی سننا تھا مجھے۔" ان کے منہ سے یہ بات سن کر تو جیسے ان کے چہرے سے خوشی پھوٹنے لگی۔

"عائشہ تم نے مجھے خوش کر دیا۔"

"بس اب تم بے فکر ہو جاؤ۔ میں کل ہی امی کو بھیجوں گا ماموں کے پاس۔" انہوں نے فوراً کہا تو وہ خفگی سے انہیں دیکھنے لگیں۔

"ایسا لگ رہا ہے جیسے تم اسی انتظار میں تھے کہ اظہار کروں اور تم بات چلاؤ۔" انہیں بے تحاشا خوش دیکھ کر وہ بولیں تو وہ ہنس پڑے۔

"ہاں بس یہی سمجھ لو۔"

"کیا سمجھ لوں۔" وہ حیران ہوتے ہوئے بولیں۔

"میں واقعی اس انتظار میں تھا کہ تم اپنے منہ سے اظہار کرو تو میں مما کو تمہارے گھر بھیجوں حالانکہ یہ تو میں بہت پہلے سے جانتا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔" انہوں نے اطمینان سے وضاحت کی تو وہ حیران رہ گئیں۔

"لیکن اس کا فائدہ؟"

"یہ تم نہیں سمجھو گی۔" انہوں نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی اور پھر بہت دھوم دھام سے ان کی شادی سلمان سے ہو گئی۔ سلمان ان کا خالہ زاد تھا اور خالہ تو جیسے ان پر جان چھڑکتی تھیں۔ شادی کے چند سال تو اس قدر خوشگوار گزرے کہ وہ اپنی قسمت پر نازاں ہوتیں کہ جنہیں خدا نے بنا مانگے ہی ہر چیز سے نواز دیا تھا اور پھر کامران کی پیدائش نے تو جیسے ان کی زندگی کو ہر طرح سے مکمل کر دیا تھا۔

"آخر کس چیز کی کمی ہے میرے پاس۔" وہ کبھی کبھی فخر سے سوچتیں۔ لیکن پھر کچھ عرصے بعد ہی انہیں احساس ہوا کہ سلمان کا رویہ ان کے ساتھ کچھ تبدیل ہو رہا ہے اور اس وقت انہیں ایسا لگا جیسے کسی نے ان کے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا ہو۔ جب سلمان نے ان سے کہا کہ وہ دوسرے شادی کر رہے ہیں۔

"لیکن کیوں۔" انہیں اپنی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی تھی "کون ہے وہ؟"

"وہ ایک باکردار عورت ہے۔" کمرے میں ان کی آواز گونجی تو عائشہ کو ایسا لگا جیسے کسی نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا ہو۔

"سلمان! وہ باکردار عورت ہے تو میں؟ میں کون ہوں۔" اتنی بڑی ذلت پر ان کی آنکھوں سے خون برسنے لگا۔

"یہ سوال تم مجھ سے نہیں خود سے کرو۔" وہ حقارت سے بولے۔

"تم کیسی باتیں کر رہے سلمان۔ میں نے کیا کیا ہے۔ کیا میں باکردار نہیں ہوں۔" انہوں نے عاجزی سے انہیں دیکھا۔

"باکردار ہو نہہ۔" سلمان نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔

"کیا کسی مرد کے سامنے اپنے منہ سے محبت کا اظہار کرنے والی عورت باکردار ہو سکتی ہے؟"

اور وہ حیرت و صدمے سے گنگ ہو گئیں۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ ایسی عورتیں کبھی باکردار نہیں ہوتیں اور پھر جس طرح تم نے مجھ سے اظہار کر دیا اس طرح نہ جانے کتنے لوگوں سے کیا ہو گا۔"

"سلمان!" اتنے گھناؤنے الزام پر ان کی آواز پھٹ گئی۔ آنکھوں سے یکدم آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا تھا۔

"ہاں بھئی تم جیسی عورتوں کا کیا بھروسہ۔ اگر تم میرے سامنے اسی طرح کھلم کھلا اظہار کر سکتی ہو تو پھر کسی کے سامنے بھی کر سکتی ہو اور تم نے تو ویسے ہی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ہے اور وہاں تو ایسے مواقع....."

"بس کرو سلمان بس کرو۔" ضبط کی حدیں ختم ہو جانے پر وہ چیخیں۔

"تم اگر دوسری شادی کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔ لیکن میرے کردار کو تو داغدار نہ کرو اتنا گھناؤنا الزام لگا کر مجھے میری نظروں میں تو مت گراؤ سلمان پلیز۔" وہ روتے روتے ان کے قدموں میں بیٹھ گئیں۔ دوسری طرف مطلق اثر نہ ہوا۔

انہوں نے پلٹ کر روتے ہوئے کامران کو گود میں اٹھایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولیں۔

"مجھے طلاق چاہیے۔" اور لمحے کی تاخیر کیے بغیر باہر نکل گئیں۔ اب انہیں احساس ہو رہا تھا کہ جذبات میں آکر وہ کس قدر بڑی غلطی کر بیٹھی تھیں مرد کی نظر میں تو عورت کی ویسے ہی کوئی عزت نہیں ہوتی نہ کہ وہ عورت جو خود بخود اس کی جھولی میں آگرے۔ لیکن اب ان کے پاس کچھ نہیں تھا سوائے پچھتاوے کے۔

بعض لوگوں کے پاس ٹھوکر کھا کر سنبھلنے کے مواقع ہوتے ہیں لیکن بعض لوگوں کو قدرت سنبھلنے کا موقع نہیں دیتی۔ ان کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا اور پھر والدین اور بھائیوں کے لاکھ پوچھنے پر وہ بھی بتا نہیں سکی تھیں کہ انہوں نے وہ گھر کیوں چھوڑ دیا۔ کیوں خود سے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔

"اگر اب آپ لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا یا کوئی سلمان کے پاس یا خالہ کے گھر گیا تو میں پہلے کامران کو مار دوں گی اور پھر خود بھی مر جاؤں گی۔ چھوٹ جائے گی آپ لوگوں کی جان ہم دونوں سے۔"

ایک دن انہوں نے روتے ہوئے سب کے سوالوں کے جواب میں کہا تھا اور پھر اس کے بعد کسی نے ان سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

سلمان دوسری شادی کرنے کے بعد دوسرے ملک شفٹ ہو گئے تھے اور پھر کبھی واپس نہیں آئے نہ کسی کو ان کی کوئی خیر خبر ملی۔

"اور پھر میرے زندگی میں کچھ نہ بچا۔ اگر کامران نہ ہوتا تو شاید میں....." وہ اپنی بات مکمل کرنے سے پہلے چپ ہو گئیں تو یکدم کمرے میں گہرا سناٹا چھا گیا اور مہرین جو ان کی بات سننے میں مگن تھی ان کے چپ ہونے پر بری طرح چونکی اور پھر سر اٹھا کر دیکھا تو ان کے گالوں پر چمکتی نمی کو دیکھ کر تڑپ گئی۔

"پھپھو؟ آپ رو رہی ہیں۔" اس نے بے قراری سے پوچھا۔

"اتنے سالوں سے یہ راز میرے سینے میں دفن تھا۔ آج دل کا بوجھ ہلکا ہوا ہے۔ انہیں بہنے دو مہو تاکہ

میرے وجود میں جو سالوں کی گھٹن اور تھکن چھپی ہوئی ہے وہ انہی کے ذریعے بہہ جائے۔" اپنے گالوں سے اس کے ہاتھ ہٹا کر انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیے۔

چند لمحوں تک کمرے میں پھر خاموشی چھائی رہی تھی۔ پھر انہوں نے کہا تھا۔

"کسی کو نہ پانے سے زندگی کبھی ختم نہیں ہوتی مہرو۔ لیکن کسی کو پا کر کھو دینے سے زندگی میں کچھ نہیں بچتا۔ میرے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ اسے پانے کی خواہش میں میں نے اس کے سامنے اپنا آپ کھول کر رکھ دیا صرف اس لیے کہ میں سمجھتی تھی کہ اگر وہ مجھے نہ ملا تو میں مر جاؤں گی۔ لیکن یہ سب صرف جذباتی باتیں ہوتی ہیں۔ فریب ہوتا ہے' دل کا دھوکا ہوتا ہے' جب اس سے بچھڑ کر مجھے کچھ نہیں ہوا تو وہ نہ ملتا تو بھی میں زندہ رہ سکتی تھی لیکن یہ سب میری جلد بازی اور جذباتی پن تھا جس نے مجھے میری اپنی ہی نظروں میں گرا دیا۔ مجھے آج بھی اس کے کہے ہوئے الفاظ یاد آتے ہیں تو مہرو۔ مجھے لگتا ہے جیسے کوئی میرے جسم کو آرے سے چیر رہا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود کو ختم کر لوں لیکن....." وہ کہتے کہتے ایک بار پھر چپ ہو گئیں۔ کمرے میں ان کی سسکیاں گونجنے لگیں تو مہرین نے تڑپ کر انہیں دیکھا اور انہیں چپ کرواتے کرواتے وہ خود بھی رو پڑی۔ تو انہیں خود کو سنبھالنا پڑا۔

"ارے پاگل لڑکی۔ تم کیوں رو رہی ہو' چلو آنسو پونچھو' شاباش" اور قدرے توقف کے بعد بولیں۔

"تم میرے جیسی غلطی کبھی مت کرنا مہرین۔ میرے پاس تو کامران تھا سو میری زندگی گزر گئی لیکن ہر ایک کے پاس کامران نہیں ہوتا۔ تم میری کہانی مت دہرانا مہرو مت دہرانا۔"

اور وہ چپ چاپ ان کی باتیں سنتی ان کے کندھے سے سر ٹکائے روئے گئی کہ کچی عمر میں دیکھا گیا پہلا خواب آنسوؤں کی صورت ہی بہہ جاتا تو بہتر تھا۔ ورنہ پھپھو سو گئیں تو وہ خاموشی سے اٹھ کر ٹیرس پہ آ گئی۔ ان کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے دل پر بھاری بوجھ آن گرا تھا۔

پھپھو کی زندگی اس کے سامنے تھی۔ چند لمحوں یا چند دنوں کی خوشی کی خاطر اسے اپنے ذات کی بے عزتی گوارا نہ تھی۔

"میں سوچوں گی کہ میں نے کبھی تمہارے بارے میں ایسا سوچا ہی نہیں تھا۔" دل پر جبر کر کے اس نے سوچا اور پھر جانے کب اس کی آنکھ سے ایک تارہ ٹوٹ کر رات کی خاموش فضا میں بکھر گیا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"مہرو کہاں ہے مما۔" ناشتے کی ٹیبل پر اسے نہ پا کر کامران نے پوچھا۔

"رات بہت دیر سے سوئی تھی وہ اس لیے میں نے نہیں جگایا اسے۔ سو رہی ہے اب تک۔" پھپھو نے کہا۔

"لیکن وہ تو ہمیشہ ہی دیر سے سوتی ہے مما۔ لیکن صبح ہی صبح جاگ جاتی ہے۔" کامران کو حیرت ہوئی۔ چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے وہ بولا تو پھپھو کو الجھن ہونے لگی کہ اب اسے کیا بتائیں۔ وہ جس وقت اٹھ کر ٹیرس پہ گئی تھی وہ جاگ رہی تھیں لیکن انہوں نے ظاہر نہیں کیا تھا اور بہت دیر بعد جب وہ ٹیرس سے واپس آئی وہ اس وقت بھی جاگ رہی تھیں۔ بستر پر لیٹنے کے بہت دیر بعد تک وہ بڑی بے چینی سے کروٹ بدلتی رہی تھی اور اس بے چینی میں جو اضطراب جو اذیت تھی وہ بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے اس سے کچھ اس لیے نہیں کہا کہ وہ جانتی تھیں کہ وہ بہت سمجھدار ہے۔ انہوں نے اپنی کہانی اسے سنائی ہی اس لیے تھی کہ وہ ایسی حماقت نہ کرے۔ جو انہوں نے اپنی جوانی میں کی تھی۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں انہوں نے اسی جذبے کی چمک دیکھی تھی' اسی خواب کو ہلکورے لیتے دیکھا تھا جس کے ہاتھوں وہ خود ذلیل ہوئی تھیں اور اب وہ ہرگز نہیں چاہتی تھیں کہ ماضی ایک بار پھر اپنی پوری ذلت و

اذیت کے ساتھ ان کے سامنے دہرایا جائے۔
"میں اس کے ساتھ ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی۔" انہوں نے سوچا اور پھر کچھ سوچ کر وہ بہت مطمئن ہو کر مسکرا دیں تو کامران حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔
"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے مما۔ عام سا تو سوال پوچھا ہے میں نے۔" وہ سمجھا وہ اس کے سوال پر ہنس رہی ہیں جبھی منہ بنا کر بولا تو انہیں مزید ہنسی آگئی۔
"ارے بدھو۔ میں تمہاری بات پر نہیں ہنس رہی تھی۔ میں تو وہ..... کہتے کہتے رک گئیں پھر بولیں۔ "تم شام کو جلدی آجانا۔ اسے ذرا گھما پھرا کے لے آنا۔ ورنہ گھر میں بیٹھے بیٹھے تو وہ بور ہو جائے گی۔"
"آپ کو معلوم ہے وہ آپ کے بغیر نہیں جائے گی۔" کامران نے منہ بنایا۔
"ہاں تو میں نے کب کہا کہ تم اسے اکیلے لے جانا۔"
"مما آپ بھی بس۔" انہوں نے مسکراہٹ روک کر اس سے کہا تو وہ خفگی سے انہیں دیکھنے لگا اور پھر مسکراتے ہوئے خدا حافظ کر کے باہر نکل گیا تو وہ اس کی پشت پر نظریں جمائے اسی کے بارے میں سوچنے لگیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

"مہرو بیٹے فون ہے تمہارا۔" وہ کچن میں پھپھو کے لیے سوپ بنا رہی تھی جب ان کی آواز پر ہاتھ پونچھتی باہر نکل آئی۔
"کس کا ہے پھپھو۔" ان کے ہاتھ سے ریسیور لیتے ہوئے اس نے پوچھا۔
"اسماء کا ہے۔" انہوں نے بتایا اور پھر اپنے کمرے میں چلی گئیں تو وہ اطمینان سے فون صوفے کے پاس لا کر وہیں بیٹھ گئی۔ جانتی تھی کہ اب وہ گھنٹے بھر سے پہلے نہیں چھوڑے گی۔
"ہیلو اسماء کیسی ہو؟"
"میں نے فون کیا ہے تو تمہیں خیریت کا خیال آیا ہے۔" ماؤتھ پیس پر اس کی تپی تپی آواز ابھری تو مہرین کو ہنسی آگئی۔ بولی۔
"میں ابھی تمہیں فون کرنے ہی والی تھی وہ تو بس۔"
"اچھا بس بس رہنے دو۔ مجھ سے یہ ڈرامے بازیاں مت کرا کرو سمجھیں۔"
"اچھا نہیں کرتی بس۔ یہ بتاؤ تم نے کیسے فون کیا۔"
"یہ پوچھنے کے لیے کہ جناب کا واپس آنے کا ارادہ ہے کہ نہیں۔"
"ارادہ تو ہے لیکن ابھی نہیں۔" وہ اطمینان سے بولی۔
"اچھا اس دفعہ لگتا ہے تمہارا زیادہ دل لگ گیا ہے پھپھو کے گھر آخر کامران بھائی جو موجود ہیں۔" اس کا اطمینان اسماء کو غصہ دلا گیا جبھی اسے تپانے کی خاطر بولی تو وہ گھبرا گئی۔
"بکو مت اسماء۔ کامران بھائی کا کیا ذکر ہے یہاں۔" اور اپنے کمرے میں جاتا کامران اپنا نام سن کر بلا ارادہ دروازے پر ہی ٹھہر گیا۔
"بہت اچھے ہیں ویسے وہ۔" اسماء جانے کس موڈ میں تھی کہ ایک بار پھر شرارت سے بولی تو اس کا دل دھڑک گیا۔ لیکن پھر صرف اسے جواب دینے کی خاطر بولی۔
"ہاں اچھے ہیں بہت اچھے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ بھائی تو ہوتے ہی اچھے ہیں اور پتہ ہے ابھی وہ مجھے اور پھپھو کو گھمانے اور آئسکریم کھلانے لے جائیں گے۔ اف اتنا مزہ آئے گا۔" اس کی بچکانہ سی بات پر کامران کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا ادھر اسماء جل کر رہ گئی یہ کوئی جاذب یا حماد تو تھے نہیں کہ جنہیں وہ بے وقوف بنا لیتی یا تپا لیتی یہاں تو اس کی اپنی بہن تھی جو کہ اس کو تپائے جا رہی تھی۔
"اچھا بس بس۔ زیادہ اتراؤ نہیں۔" اور وہ ہنس پڑی۔ پھر بات بدلنے کی خاطر بولی۔ "یہ بتاؤ گھر میں سب کیسے ہیں۔"

"سب ٹھیک ہیں سوائے۔" وہ کہتے کہتے چپ ہو گئی تو اس نے بے چینی سے پوچھا۔ "سوائے۔"

"سوائے جاذب بھائی کے۔"

اس کا دل ایک لمحے کے لیے جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

"کک کیا ہوا جاذی کو۔"

"بخار میں پڑے ہیں۔"

"کب سے؟" اس کی آواز میں بے پناہ تشویش تھی۔

"ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔"

"کیا؟" وہ چیخی۔ "ایک ہفتہ ہو گیا ہے اور تم مجھے اب بتا رہی ہو۔" اسے غصہ آگیا۔

"میں تو بہت پہلے بتانے والی تھی مہرو لیکن....." وہ ایک بار پھر چپ ہو گئی تو اسے بے چینی ہوئی۔

"لیکن؟ لیکن کیا؟ بات پوری کرو اسماء۔"

"مجھے حماد نے منع کر دیا تھا۔" اس نے بالآخر کہہ ہی دیا۔

"لیکن کیوں۔" وہ بے انتہا حیران ہوئی۔

"یہ مجھے نہیں معلوم انہی سے پوچھنا۔"

چند لمحوں تک دونوں طرف خاموشی چھائی رہی پھر اسماء نے پوچھا۔

"آ رہی ہو پھر؟"

"دیکھو' کامران بھائی آتے ہیں تو کہتی ہوں ان سے۔" اس کی دروازے کی جانب پشت تھی سو وہ دیکھ نہیں پائی تھی کہ وہ آچکا ہے۔

"ٹھیک ہے خدا حافظ۔"

"خدا حافظ۔" ریسیور رکھ کر وہ پلٹی تو سیدھی پھپھو کے پاس چلی آئی۔

"پھپھو مجھے گھر جانا ہے۔" ان کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے کہا تو وہ اسے دیکھنے لگیں۔

"اچانک' گھر میں خیریت تو ہے ناں۔"

"ہاں پھپھو ویسے تو سب خیریت ہے لیکن وہ جاذی کو۔" وہ کہتے کہتے جانے کیوں اٹک سی گئی تو پھپھو نے بغور اسے دیکھا۔

"کیا جاذی کو وہ ٹھیک تو ہے۔"

"نہیں پھپھو وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایک ہفتے سے بخار ہے اسے۔"

"صرف بخار ہی ہے ناں۔ اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔" وہ اس کے چہرے پر آئے ہوئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولیں تو وہ بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے پھر بھی جانا ہے پھپھو ورنہ وہ۔" وہ پھر چپ ہو گئی۔

"کیا وہ؟" پھپھو بھی جیسے پتہ نہیں کیا پوچھنا چاہ رہی تھیں۔

"وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔" اضطرابی کیفیت میں اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلتے ہوئے وہ ایک بار پھر ان کے پاس آ بیٹھی تو چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھنے کے بعد وہ بولیں۔

"ٹھیک ہے میں کامران سے کہتی ہوں وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔"

"اوہ تھینک یو پھپھو۔" اس میں جیسے جان پڑ گئی اور اس کے دل کی کیفیت ایک لمحے میں ہی ان پر عیاں ہو گئی۔ کامران کے ساتھ جب وہ باہر نکلنے لگی تو وہ اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولیں۔

"اللہ انسان کی قسمت میں جو لکھ دیتا ہے وہ اسے بغیر جھکے اور ہاتھ پھیلائے بھی مل جاتا ہے کیونکہ وہ اس کی قسمت ہوتی ہے۔ تم سمجھ رہی ہو نا میری بات۔" اور اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ سر ہلا دیا تھا کہ وہ اپنے جذبات کو سب سے چھپانے میں تو کامیاب ہو گئی تھی لیکن پھپھو کے آگے وہ ہار گئی تھی۔

"اللہ کی ذات سے مایوس نہیں ہونا مہرو۔ وہ سب ٹھیک کرے گا۔"

اور وہ بوجھل قدموں سے گاڑی میں آ بیٹھی۔ اللہ کی ذات پر اسے یقین تھا۔ لیکن اپنی قسمت پر نہیں تھا اور سارے راستے بس اس کے ذہن میں پھپھو کی کہی ہوئی باتیں گونجتی رہیں۔ کامران نے ایک نظر اپنے برابر بیٹھی اردگرد سے بے نیاز سوچوں میں گھری

پریشان سی لڑکی پر ڈالی۔ وہ یہی سمجھا کہ وہ جاذب کی وجہ سے پریشان ہے۔ جبھی نہ اس نے خود سے اسے مخاطب کیا نہ ہی وہ خود سے کچھ بولی اور پورا راستہ یونہی خاموشی سے کٹ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

وہ بہت آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی اور اس سے زیادہ آہستگی سے چلتی ہوئی اس کے بیڈ تک آئی تھی کہ ایزد نے کہا تھا کہ وہ سو رہا ہے اور وہ اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی صرف ایک نظر دیکھنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ سو نہیں رہا تھا۔ محض آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا تھا اس کی خوشبو کو محسوس کرتے ہی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹایا اور اسے اپنے سامنے پا کر پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیلی تھی۔

"آگئیں تم۔"

مہرین نے غور سے اسے دیکھا۔ خاصا کمزور لگ رہا تھا۔ اس کے دل کو اچانک کچھ ہوا تھا۔

"ہاں کیسے ہو؟" وہ اس کے قریب چلی آئی۔ مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے سامنے ہوں۔"

"بہت کمزور لگ رہے ہو۔" وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

"اچھا" وہ بلاوجہ ہنس دیا۔

"مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ آج اسماء نے بتایا تو میں فوراً" چلی آئی۔ تم ناراض تو نہیں ہو مجھ سے۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"بہت فکر ہے تمہیں میری ناراضگی کی۔"

"تمہیں کوئی شک ہے۔"

"کیوں ہے تمہیں میری اتنی فکر۔" عجیب سا سوال تھا اور اس سے زیادہ عجیب لہجہ وہ اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں نہ ہو مجھے تمہاری فکر۔" اس نے الٹا سوال کر دیا۔

"ہر بات کی کوئی وجہ تو ہوتی ہے نا۔"

"تم پوچھنا کیا چاہتے ہو۔" وہ الجھ گئی۔

"یہی کہ تمہیں میرا کتنا خیال ہے۔"

"بہت خیال ہے۔ بہت زیادہ جبھی تو فوراً" چلی آئی ہوں۔" ہلکے پھلکے لہجے میں اس نے کہا تو وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔

"ایک ہفتے بعد؟"

"کہا تو ہے مجھے اسماء نے ابھی" وہ الجھ گئی۔ اور ایزد بیگ لے کر کمرے میں داخل ہوا تو اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

"دیکھ لیا اپنے استاد کو۔" وہ ہمیشہ اسے اس کا استاد کہہ کر ہی مخاطب کرتا تھا۔ وہ مسکرا دی۔ "ہاں دیکھ لیا۔" اور پھر ایک نظر اسے دیکھ کر باہر نکل گئی تو اس نے دوبارہ آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"حماد بھائی۔ آپ نے اسماء کو کیوں منع کیا تھا کہ وہ مجھے جاذب کی طبیعت خراب ہونے کا نہ بتائے۔" باہر نکل کر وہ سیدھی حماد کے کمرے میں آئی تھی۔

"بس ایسے ہی۔" حماد نے کہا۔

"یہ بس ایسے ہی کیا ہوتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے وہ مجھ سے کتنا خفا ہے۔" مہرین نے بتایا۔

"خفا ہے تو ٹھیک بھی ہو جائے گا۔ مت پروا کیا کرو کسی کی اتنی۔" حماد نے جیسے اسے ڈانٹا تھا۔ اسے جاذب پر ویسے بھی بہت غصہ تھا۔ اس کے اتنا سمجھانے پر بھی اس نے اپنی ضد نہیں چھوڑی تھی۔

"حماد بھائی۔" جاذب کے لیے اس کے لہجے میں غصے کو محسوس کر کے وہ بے تحاشا حیران ہوئی تھی۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ کسی کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دو تو وہ خواہ مخواہ ہی اکڑنے لگتا ہے۔"

"لیکن میں تو۔" اسماء نے کہنا چاہا۔

"صفائیاں مت پیش کرنا مہرو۔ بس جو میں نے کہا ہے اس پر غور کرنا اور خود کو نارمل رکھنا۔ کسی کو نہ پانے کا دکھ اتنا نہیں ہوتا جتنا پا کر کھو دینے کا ہوتا ہے

اور جو لوگ محبت میں ضدیں لگاتے ہیں وہ کبھی ساری عمر ساتھ نہیں چل پاتے ان کا ساتھ محض چند دنوں سے لے کر چند سالوں پر محیط ہوتا ہے۔ اتنے قلیل ساتھ کے لیے کبھی اپنی پوری زندگی کو داؤ پر مت لگانا سمجھیں۔"

وہ اپنی بات مکمل کر کے باہر نکل گیا اور وہ ہکا بکا اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔ وہی پھپھو والی بات تھی جو اس وقت اس نے دہرائی تھی۔ گویا وہ جانتا تھا کہ وہ اس دن ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سن چکی ہے۔

"اف میرے خدایا۔ کیا کروں۔" دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر وہ وہیں بیٹھ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

آج اسے اپنا پرفارمر لینے یونیورسٹی جانا تھا۔ واپس آئی تو اسے پتہ چلا کہ پھپھو آئیں تھیں۔ اسے بے تحاشا حیرت ہوئی کہ وہ اس سے ملے بغیر کیسے چلی گئیں اور رات کو جب امی اس کے پاس آئیں تو اسے پتہ چلا کہ وہ اس کے آنے سے پہلے کیوں چلی گئی تھیں۔

"مہرو تمہیں معلوم ہے آج تمہاری پھپھو کیوں آئی تھیں۔" اس کے قریب بیڈ پر بیٹھتے ہوئے انہوں نے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"انہوں نے کامران کے لیے تمہیں مانگا ہے۔"

"کیا؟" اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ "سب کچھ جانتے ہوئے؟"

"پھر آپ نے کیا کہا امی۔" چند لمحوں بعد اس نے پوچھا۔

"مجھے کیا کہنا تھا۔ تم بتاؤ تمہاری کیا مرضی ہے۔"

"میری کیا مرضی ہوگی امی۔ جو آپ لوگ مناسب سمجھیں۔"

"وہ نہیں تو کوئی بھی سہی۔" دل میں اٹھتے درد کو دباتے ہوئے اس نے سوچا۔

"تمہیں کامران پسند ہے؟" امی نے بغور اسے دیکھا۔

"نہ بھی پسند ہو تو کیا فرق پڑتا ہے۔" اس نے زخمی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر کہا تو وہ غور سے اسے دیکھنے لگیں پھر اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولیں۔

"مہرین! بیٹا اگر کوئی بات ہے تو کھل کر بتا دو۔"

"نہیں امی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ لوگ جو بھی فیصلہ کریں گے۔ مجھے منظور ہوگا۔"

"تو پھر تمہاری پھپھو کو جواب دیدیں۔"

"آپ کی مرضی ہے۔"

"جیتی رہو بیٹا۔" وہ اس کی پیشانی چوم کر باہر نکل گئیں اور وہ اپنی جگہ بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

"یہ کیا کیا پھپھو آپ نے۔ سب کچھ جانتے ہوئے بھی۔" کمرے میں گھٹن یکدم بہت بڑھ گئی تھی۔ وہ لان میں چلی آئی اور پانی کے بہت سے قطروں کو رات کی تاریک فضا کے حوالے کرنے کے بعد بے بسی کے عالم میں واپس اپنے کمرے میں آئی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"امی برے تو کامران بھائی بھی نہیں ہیں۔ لیکن میرا خیال تھا کہ جاذی بھائی پسند کرتے ہیں مہرو کو۔" اسماء نے کہا۔

"ہاں اسماء۔ خیال تو میرا بھی یہی تھا بلکہ میں تو مطمئن تھی کہ مہرو بھی کہیں باہر نہیں جائے گی لیکن....."

"لیکن کیا امی۔"

"بیٹا ہم اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کر سکتے ناں۔"

"جاذب بھائی سے پوچھ تو سکتے ہیں۔"

"کیا پوچھو گی تم کہ مہرین سے شادی کر لیں۔" انہیں غصہ آگیا۔

"نہیں امی۔ ضروری تو نہیں کہ بات اسی طرح پوچھی جائے۔"

"الفاظ بدلنے سے باتوں کے مفہوم نہیں بدلتے اسماء۔ بات جس طرح بھی پوچھی جائے۔ مطلب تو ایک ہی ہوگا ناں۔" وہ چپ ہو گئی اور پھر چند لمحوں بعد بولی۔

"امی آپ نے مہرین سے پوچھا ہے۔"

"ہاں پوچھا تھا۔"

"کیا کہا اس نے۔"

"جو آپ لوگوں کی مرضی۔" امی نے بتایا۔

"اس نے بھی خود سے کچھ نہیں کہا۔" وہ حیران ہوئی۔

"امی کہیں ایسا تو نہیں کہ ان دونوں کے درمیان کچھ غلط فہمی ہو گئی ہو اور جس کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے سے کترا رہے ہوں۔" اسماء نے اپنی طرف سے اندازہ لگایا۔

"ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن پتہ کیسے چلے۔" وہ اس سے زیادہ پریشان تھیں۔ تب وہ انہیں تسلی دینے کی خاطر بولی۔

"خیر کامران بھائی بھی کچھ کم نہیں ہیں اور پھپھو۔ پھپھو کی تو جان ہے مہرو میں مہرو وہاں بہت خوش رہے گی امی۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ کامران کسی سے کم نہیں ہے لیکن من چاہی چیز کی تو بات ہی اور ہوتی ہے ناں۔" ان کی آواز میں واضح دکھ تھا۔

"امی!" اسماء نے چونک کر انہیں دیکھا۔ تو گویا انہیں معلوم تھا کہ مہرین کیا چاہتی ہے۔

"ہاں اسماء۔" وہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے بولیں۔

"مائیں بیٹیوں کے دل میں رہتی ہیں۔ وہ لاکھ چاہیں تب بھی ان سے کچھ نہیں چھپا سکتیں۔"

"امی پھر بات کرنے دیں ناں ایک بار جازی بھائی سے۔ صرف ایک بار۔" مہرین کے خیال پر اس نے بے چین ہو کر ان سے پوچھا تو انہوں نے سختی سے منع کر دیا۔ "نہیں۔ اگر وہ خود سے کچھ نہیں کہتا تو تمہیں بھی ضرورت نہیں ہے اس سے پوچھنے کی۔ مہرین کوئی گری پڑی نہیں ہے کہ اس کے لیے کسی کے آگے ہاتھ پھیلایا جائے۔" ان کے دو ٹوک لہجے پر وہ چپ کی چپ رہ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اور اسے جب حماد کی زبانی پتہ چلا کہ مہرین کے لیے کامران کا رشتہ آیا ہے تو جیسے اس کے پیروں تلے زمین

خوبصورت معیاری کتابیں

آمد	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر
آسمان	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر
آہٹ	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر
کلیات بشیر بدر	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر
زندگی	غزلیں	منظر بھوپالی
عالمی مشاعرہ	انتخاب	افشاں صدیقی
لمحے	غزلیں	ندیم ساگر
آہنگ خمار	غزلیں	خمار بارہ بنکوی
ستارہ سفر	غزلیں	جمال احسانی
تو کہ کوئی خواب نہیں	نظمیں غزلیں	ساحر لدھیانوی
تنہا مسافر	ناول	ذوالقرنین
جب وہ چومے پتھر کو	ناول	ذوالقرنین
کستوری	افسانے	رفعت سراج

کتاب بذریعہ VP روانہ نہیں کی جائے گی۔
کتاب منگوانے کے لیے کتاب کی قیمت اور ڈاک خرچ فی کتاب =/15 روپے بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ارسال کریں۔

کتابیں ملنے کا پتا

مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 - اردو بازار، کراچی

فون : 2216361

نکل گئی۔

"کیا وہ راضی ہے؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"ہاں۔"

"تمہیں کیسے معلوم؟" اس کی بے چینی میں اضافہ ہو گیا تھا۔

"اسماء نے بتایا ہے۔" حماد نے کہا۔

"اچھا۔" جاذب چپ ہو گیا۔

انا کی جنگ میں ہم جیت تو گئے لیکن
پھر اس کے بعد بہت دیر تک نڈھال رہے

بہت پہلے پڑھا ہوا شعر اچانک ہی اس کی سماعتوں میں اتر کر اس کے اندر آگ لگا گیا۔

"تو کیا میں بھی پھر!" اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

(جہاں پہ سحر آ کے ٹوٹا جہاں پہ بات ختم ہوئی
جہاں پہ چاند بجھ گیا' جہاں پہ نیند اڑ گئی
جہاں اعتبار کے موسم ایک دم ٹھٹک گئے
جہاں پہ لفظ کے دھارے بے سمت مڑ گئے
جہاں لرزتی پلکوں سے آنسو الجھ گئے
جہاں دل میں دور تک سناٹے اتر گئے
جہاں آنکھوں کی پتلیوں سے بصارت جدا ہوئی
جہاں پاؤں کے چھالوں نے کی فریاد مسیحائی
جہاں رگ کے جذبوں نے اک گہری سانس لی
جہاں اٹھی ہوئی نگاہ تحیر ٹھہر گئی
جہاں پہ دل کی دھڑکن نے ڈوبنا چاہا
جہاں رگوں میں سارا خون بے موت جم گیا
جہاں ہاتھ کی لکیروں نے چیخنا چاہا)

وہ.....

[illegible]

اس کا دل جیسے رک رک کر دھڑک رہا تھا۔ سو آج زندگی کا وہ باب جو اس نے جاذب کے نام پہ کھولا تھا اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کرنا تھا۔

وہ ٹیرس کی دیوار پر کہنیاں ٹکائے لان میں لگے لمبے گھنے برگد کے پیڑ پر نظریں جمائے آج آخری بار اسے سوچ رہی تھی۔

"تم میری قسمت میں تھے ہی نہیں جاذب۔ تو پھر مجھے کیسے ملتے۔" اپنے ہاتھوں کی لکیروں سے الجھتے ہوئے اس نے سوچا۔

"کاش میں نے اپنے جذبے تمہارے نام نہ کیے ہوتے۔ تمہیں صرف کزن سمجھا ہوتا۔ یہ سب میری غلطی ہے۔ کیوں دیکھے میں نے تمہارے حوالے سے خواب۔ کیوں شامل کیا تمہیں اپنی ہر بات میں۔ کیوں تمہیں اپنے لیے اتنا اہم کر لیا کہ..... کہ اب جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی جاذب' کبھی نہیں تم نے میرے معصوم جذبوں کا خون کیا ہے۔ مجھ سے میرے خوابوں کی تعبیر چھینی ہے۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں۔"

دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ بہت دیر تک سسکتی رہی تھی اور پھر جیسے تھک کر چپ ہو گئی تھی۔

"پتہ نہیں سال کا آخری دن اتنا اداس کیوں ہوتا ہے۔" اس نے بے بسی سے آسمان پر نظر ڈالتے ہوئے سوچا تھا۔

"تم یہاں کھڑی ہو اور میں نے تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ ڈالا۔" اپنے پیچھے اسے جاذب کی آواز آئی تو اس نے جلدی سے اپنا چہرہ رگڑ ڈالا تھا۔

جب جھکنا نہیں ہے تو کچھ ظاہر بھی نہیں کرنا۔

"ارے تمہیں کیا ہوا؟" وہ اس کے قریب آتے ہی ٹھٹھک گیا۔ "یہ تمہارا چہرہ کیوں سرخ ہو رہا ہے اور یہ تمہاری آنکھیں۔"

"کچھ نہیں ہوا ہے مجھے۔ تم بتاؤ مجھے کیوں ڈھونڈ رہے تھے۔" عاجزی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے اس نے کہا تو وہ یکدم چپ ہو گیا۔

چند لمحوں تک خاموشی سے اسے دیکھتا رہا جیسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ بات کیسے شروع کرے۔ پھر کچھ

سوچنے کے بعد بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔
"تمہیں معلوم ہے پھپھو نے تمہارا رشتہ دیا ہے۔"
اف پھر وہی موضوع۔ جس چیز سے وہ بچنا چاہ رہی تھی وہی چیز بار بار اس کے سامنے آ رہی تھی۔
"یا اللہ مجھے ہمت دے۔" اس کے دل نے بے اختیار دعا کی تھی۔
"ہاں معلوم ہے۔" چند لمحوں بعد جاذب کو اس کی نہایت ہلکی آواز سنائی دی تھی۔
"تم راضی ہو؟" دیوار پر کہنیاں ٹکا کر اس نے پوچھا۔
"اگر میرے والدین راضی ہیں تو میں بھی راضی ہوں۔"
جاذب نے اس کے جواب پر نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو اس سے انجان بننے کی بھرپور کوششوں میں مگن پیڑ کے ہلتے پتوں میں جانے کیا تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔
"اس کا مطلب وہ تمہیں قبول ہے۔" اسے ایک بار پھر جاذب کی آواز سنائی دی تھی جو شاید اسی کو دیکھ رہا تھا۔
"اگر میرے والدین کو وہ قبول ہے تو مجھے بھی قبول ہے۔"
"کیا تمہارا اپنا کوئی فیصلہ نہیں ہے؟" اب کے وہ بری طرح جھنجلایا تھا۔
"مجھے ہر وہ فیصلہ منظور ہے جو میرے والدین ـــــ" چند لمحوں بعد اس نے بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تھا لیکن جاذب نے اس کی بات پوری ہونے نہیں دی۔
"اچھا بس بس۔" اس نے جھلا کر اسے بیچ میں ہی ٹوک دیا تو وہ چپ ہو گئی۔ اور جاذب نے آخری بار گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ جس کی زبان پر تالے لگے ہوئے تھے لیکن زبان کے علاوہ ہر چیز چیخ چیخ کر اس بات کا اعلان کر رہی تھی کہ وہ اس رشتے سے خوش نہیں ہے۔

"تم سمجھتی ہو کہ تم مجھ سے کوئی بات چھپا سکتی ہو؟" اس پر نظریں جمائے جمائے اس نے سوچا اور اس کی نظروں کو اپنے اوپر محسوس کر کے اس نے بلا ارادہ ہی گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا اور اس ایک نظر نے جاذب کے اندر باہر دور تک روشنی پھیلا دی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اس کے لیے ہزاروں، شکوے گلے اور شکایتوں کے ساتھ ساتھ کھو دینے کا واضح دکھ موجود تھا۔ اب اسے پتہ چلا کہ وہ اس سے اتنی دیر سے نظریں ملانے سے کیوں گریز کر رہی تھی اور اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر بڑی دلفریب مسکراہٹ ابھری تھی۔
"مہرین ادھر دیکھو۔ میری طرف۔" چند لمحوں بعد اس نے پکارا تو وہ اپنی اس رک رک کر چلتی سانسوں سمیت اسے دیکھنے لگی۔ آنکھوں میں نمی کی سطح دو تین بار پونچھنے کے باوجود ختم نہیں ہوئی تھی۔
"تم خوش ہو اس رشتے پر۔" اس نے ایک بار پھر اس سے پوچھا تھا اور پھر اس کے جواب دینے سے پہلے خود ہی بول پڑا تھا۔
"اگر میرے والدین خوش ہیں تو میں بھی خوش ہوں۔"
"ہے ناں۔" اور پھر خود ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تو اس نے کڑی نظروں سے اسے دیکھا۔
"یہاں تو سانسیں بند ہوئی جا رہی ہیں اور وہاں وہاں کوئی اثرات نہیں۔" بلیک جینز پر ریڈ ڈھیلی ڈھالی سی ٹی شرٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح فریش اور اسمارٹ لگ رہا تھا۔ یکدم اداسی نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا تو اس نے بغیر کچھ کہے اندر کی طرف قدم بڑھا دیے کہ آنکھیں ایک بار پھر چھلکنے کو بے تاب ہو رہی تھیں۔
"ٹھہرو مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔" وہ اس کے سامنے آ گیا۔
"ابھی موڈ نہیں ہے پلیز مجھے جانے دو۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"تم سنو تو سہی موڈ بھی بن جائے گا۔" اس کے اصرار پر اسے رکنا پڑا۔

"اگر میں کہوں کہ مجھے یہ رشتہ منظور نہیں ہے تو پھر۔" براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس نے کہا تو مہرین نے انتہائی سرد لہجے میں اس کی بات کاٹ دی تھی۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"فرق پڑتا ہے۔" کچھ تو تھا اس کے لہجے میں جو اچانک اس کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔ وہ اب اس کے بالکل مقابل کھڑا تھا۔

"اور وہ فرق یہ ہے کہ تم میرے علاوہ کسی اور کی نہیں ہو سکتیں۔ سنا تم نے۔" اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ یہ کیا کہہ رہا تھا وہ۔

"تم ہمیشہ سے میری تھیں' میری ہو اور میری ہی رہو گی' سمجھیں تم۔"

اس کی حیران حیران سی حد درجہ بے یقینی لیے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ قدرے مسکراتے ہوئے بولا تو جیسے اسے سکتہ ہو گیا۔

کتنی دیر تک تو وہ اسی پر نظریں جمائے کھڑی اپنی سماعتوں پر یقین کرنے کی کوشش کرتی رہی کہ جو کچھ کہا ہے اسی نے کہا ہے اور وہ کوئی خواب نہیں دیکھ رہی یہ سب حقیقت ہے۔

"کیا ہوا یقین نہیں آ رہا کیا؟" اس کے اس طرح دیکھنے پر وہ بڑے اطمینان سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑا ہو گیا تو وہ جیسے کسی گہرے احساس سے چونکی تھی۔

"اور وہ تمہاری ضد۔" چند لمحوں بعد بلا ارادہ اور بے اختیار ہی اس کے منہ سے نکلا تو بڑی جاندار مسکراہٹ نے جاذب کے لبوں کو چھوا تھا اور اسے کہنے کے بعد احساس ہوا کہ وہ کیا بے وقوفی کر گئی ہے تب نظریں چراتے ہوئے اس نے غیر محسوس طریقے سے مڑنا چاہا تو جاذب نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر تھوڑا قریب ہو کر گمبھیر لہجے میں بولا۔

"جن سے محبت کی جاتی ہے ان سے ضد نہیں لگائی جاتی۔"

"جاذی!" محبت کی نرم گرم پھوار میں بھیگتے ہوئے اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ دل کی دھڑکنوں میں عجب بھونچال سا برپا ہو گیا تھا۔

"ہاں مہرو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ تم اپنی انا کے ساتھ جیت گئیں اور میں اپنی ضد کے ساتھ ہار گیا۔"

"لیکن۔"

کسی کے جیت جانے سے
کسی کے ہار جانے سے
محبت کم نہیں ہوتی

"ہے ناں۔" اپنی بات کی تائید میں اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور اپنی بات کے جواب میں خوشی کے بے شمار رنگ اس کے چہرے پر پھیلتے ہوئے دیکھا تو یکدم بے اختیار ہو گیا۔ اس سے قریب ہوتے ہوئے بولا۔

"آج سے پہلے تم مجھے کبھی اتنی اچھی نہیں لگیں۔"

"اچھا!" اسے بے خود ہوتا دیکھ کر اس نے اسے دھکا دے دیا۔ وہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھا۔ چند قدم پیچھے ہوتے ہوئے ٹیرس کی دیوار سے ٹکرا گیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

اب اسے کیا بتاتی کہ یہ محبت ہی تو ہوتی ہے جو روٹھ جائے تو انسان کے چہرے سے تمام رنگ چھین لیتی ہے اور مل جائے تو قوس و قزح کے تمام رنگ چہرے پر بکھرا کر اسے اتنا خوب صورت کر دیتی ہے کہ وہ خود حیران رہ جاتا ہے۔

"تھینکس گاڈ۔ تمہاری رونی صورت سے تو نجات ملی۔" جاذب نے دلچسپی سے اسے کھلکھلاتے دیکھا۔

وہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"مہرین تمہارا فون ہے۔" لاؤنج سے اسے سویرا کی زوردار چیخ سنائی دی تو اس نے موقع غنیمت جان کر

نیچے کی طرف دوڑ لگا دی ورنہ جاذب کے ارادے بہت خطرناک لگ رہے تھے اسے۔

"کس کا ہے۔" اس نے ریسیور لیتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری متوقع ساس کا۔"

"بکو مت۔" اس نے اسے گھورتے ہوئے ریسیور لے لیا۔

"ہیلو پھپو!" اس کی کھنکتی ہوئی خوشی سے بے حال آواز سن کر انہیں اپنے اندر تک سکون پھیلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"دیکھا میں نے کہا تھا ناں کہ اللہ انسان کی قسمت میں جو لکھ دیتا ہے وہ اسے بغیر جھکے اور ہاتھ پھیلائے بھی مل جاتا ہے۔"

"پھپو آپ نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔" وہ فوراً بولی تھی اور پھر اچانک خیال آنے پر پوچھا۔

"پھپو آپ کو پتہ چل گیا؟"

"کیا پتہ چل گیا۔" وہ جان بوجھ کر انجان بن گئیں۔

"یہی کہ جاذب نے ....." اپنی دھن میں کہتے ہوئے وہ یکدم جھجک کر رک گئی تو اسے پھپو کا بھرپور قہقہہ سنائی دیا تھا۔

"مت بتاؤ۔ مجھے سب معلوم ہے۔ اگر معلوم نہ ہوتا تو مبارک کیسے دیتی۔"

"لیکن کیسے؟" وہ الجھ گئی۔

"وہ ایسے کہ میں نے کامران کا رشتہ بھیجا ہی اس لیے تھا کہ جاذب خود سے آگے بڑھے۔ اگر میں ایسا نہ کرتی تو وہ کبھی آگے نہ بڑھتا اور وہ بے چارہ بھی کیا کرتا۔ یہ تو مرد کی خصلت ہی ہے کہ وہ اسی چیز کے پیچھے دوڑتا ہے جو اسے اپنی پہنچ سے دور ہوتی محسوس ہوتی ہے۔ اب سمجھیں کہ نہیں۔"

"اوہ تھینک یو پھپو' تھینک یو سو مچ۔" اسے اب ان کا پلان سمجھ آیا تو اسے ان پر بے اختیار پیار آیا تھا۔ خفگی پل بھر میں زائل ہو گئی۔

"اوکے بیٹا' جاؤ خوشیاں مناؤ۔" انہوں نے ریسیور رکھ دیا تو وہ مطمئن سے انداز میں وہیں بیٹھ گئی اور کچھ سوچتے ہوئے اس کے لب آپ ہی آپ کھل اٹھے تو اندر داخل ہوتی اسماء اور سویرا کے ہاتھ تو جیسے موقع آ گیا۔

"کیوں بھئی ایسا کیا کہہ دیا جازی بھائی نے جو تم اکیلے ہی ہنس رہی ہو۔"

"اسماء۔" وہ سرخ ہو گئی۔

"صحیح تو کہہ رہی ہے بتاؤ کیا کہا ہے بھائی نے تم سے۔" سویرا نے اسماء کی تائید کی تو وہ اسے چھوڑ کر اسے گھورنے لگی۔

"اف یہ ناز انداز۔ بھائی تو گئے کام سے۔" سویرا نے شرارت سے اس کے گلرنگ چہرے کو دیکھا اور اس نے سارے کشن اٹھا کر اسے دے مارے اور اسی وقت باقی سب کے ساتھ ساتھ جاذب بھی لاؤنج میں داخل ہوا تو اسے اپنی کیفیت چھپانا مشکل ہو گیا۔

جبکہ وہ دونوں اس کی حالت پر بری طرح ہنس رہی تھیں۔

"میں نے پاپا سے کہہ دیا ہے کہ نئے سال کے پہلے دن کو خوشگوار بنانے کے لیے کل ہی ہماری منگنی کا انتظام کیا جائے تاکہ پھر کوئی ظالم سماج بیچ میں نہ آ سکے۔" اس نے لاؤنج کے عین وسط میں کھڑے ہو کر اپنی فل آواز میں کامران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو اس وقت وہیں موجود تھا۔ جواباً" کامران نے ایک زوردار دھپ اسے رسید کی تھی۔

مہرین نے وہاں سے بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔

"لوجی لوگ تو ابھی سے میدان چھوڑ گئے۔"

اسے اپنے پیچھے سویرا کی آواز سنائی دی تھی۔ ساتھ ہی کئی قہقہے بھی سنائی دیئے تھے جس میں جاذب کا قہقہہ سرفہرست تھا۔ دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے اس نے اپنی اسپیڈ بڑھا دی تھی۔

یہ نیا سال اس کے لیے کس قدر خوشگوار ہو گا اس نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا۔

☆ ☆